www.neweramagazine.com

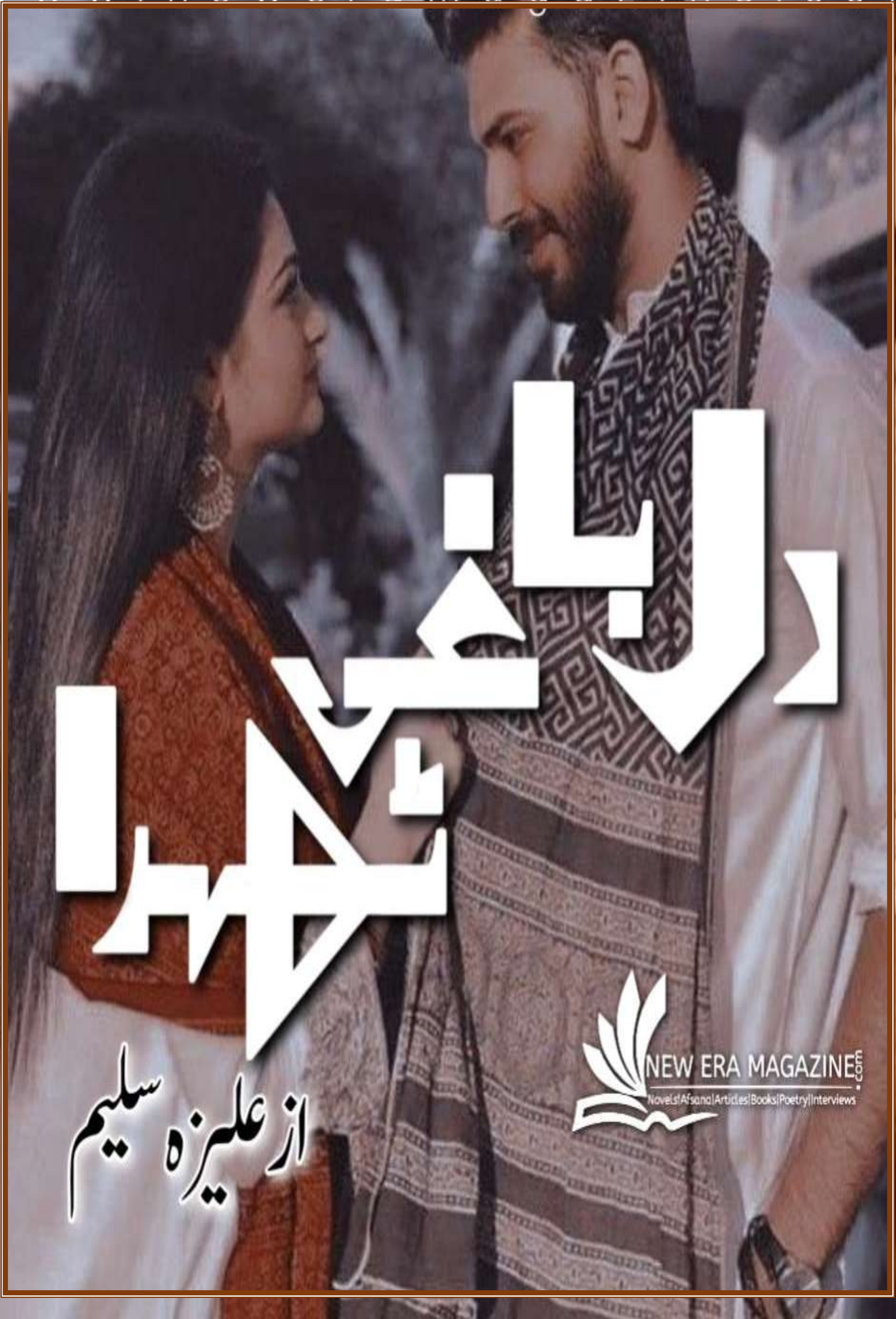

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل باغی ٹھہرا

از علیزہ سلیم

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"ایکسکیوز می! کیا کہا آپ نے؟" اس لڑکی نے چلتے ہوئے تیزی سے رخ بدلا اور تیکھے چتون لیے مقابل کو دیکھا۔

وہ جو اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اسکے اچانک سے پلٹنے پر خود کو اس سے ٹکرانے سے بچاتا وہی رک گیا۔

"میں! میں کہہ رہا تھا کہ۔۔۔" ایک پل کو وہ ٹھہرا اور مسکرایا۔ "کل بلیک ڈریس میں آپ بہت۔۔۔ خوبصورت لگ رہی تھیں۔" اس نے خود کو ہاٹ کہنے سے بمشکل روکا۔ "وہ بلیک ٹاپ تم پر بہت سوٹ کر رہی تھی۔"

اس لڑکی نے اپنے بارے میں کی جانے والی اس گفتگو کو بمشکل ہضم کیا۔

"کیا کہتی ہو۔۔ فرینڈز فار بینیفٹ!" اس نے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھانا چاہا مگر اس سے پہلے ہی لڑکی کا ہاتھ اٹھا اور اس کا رخسار لال کر گیا۔

تھپڑ کی آواز سن کر سارے سٹوڈنٹس انکی طرف متوجہ ہو گئے۔ بھئی فری کا شو کون چھوڑنے والا تھا۔

وہ ڈھیٹ انسان اپنی گال پہ ہاتھ رکھے ابھی بھی ڈھیٹوں کی طرح مسکرا رہا تھا۔ اس لڑکی نے دانت چباتے ہوئے اسے گھورا تیزی سے مڑی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

سٹوڈنٹس میں سے ہر کوئی جانتا تھا کہ وہ حد درجہ ڈھیٹ ہے۔ یونی میں ہونے والے

ایسے کئی واقعات سے وہ اس کے عادی ہو چکے تھے۔

لیکن بھیڑ سے کچھ دور کھڑے اسکے دو دوستوں نے اسکے ساتھ ہونے والے کارنامے کو دیکھا اور اپنی ہنسی کو روکتے نفی میں سر ہلانے لگے گو کہ اس کے ایسے کارناموں کی ہر کسی کو ہی عادت تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ دروازہ دھکیلتی ادائے بے نیازی سے چلتی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ لبوں پہ کل رات کے گزارے پل یاد کر کے مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ وہ بھی دروازہ بند کرتا اسی کے پیچھے آیا تھا۔

وہ اپنے پیچھے اسکی موجودگی کو محسوس کرتی سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ سامنے ہی لاؤنج میں ایک بلیک جینز اور وائٹ شرٹ میں ملبوس خوبصورت سی لڑکی پر نظر پڑتے ہی اس کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی تھی۔

وہ خوبصورت دوشیزہ اسی پہ نظریں جمائے تھی۔

"یہ۔۔یہ کون ہے؟" اس نے رخ موڑ کے اپنے پیچھے آتے شخص سے پوچھا۔ تو اس نے اس کے پیچھے سے پشت پہ جھانکا۔ سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گیا۔

"میں۔۔" اب اس لڑکی کی انگلی اپنی اور تھی مسکراتی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں اسکی گرل فرینڈ ہوں۔"

اس کی بات سن کر اس نے بے اختیار اپنے پیچھے کھڑے شخص کو دیکھا جس کے چہرے پر اس بات کے جھوٹا ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

وہ بیچارا تو خود آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا اس سے اسے یہی امید تھی۔

"کیا! کیا یہ سچ ہے؟" وہ چلائی۔

"نن۔۔نن۔۔۔۔نہیں۔" اسکی آواز گڑبڑا رہی تھی۔

" یہ کیا بتائے گا میں بتاتی ہوں نا۔" اسنے ایک بار پھر اپنے لب کھولے۔ وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم! اس لڑکی کو جانتے ہو۔ بولو۔۔۔جواب دو۔۔"

"ہاں۔۔" ساتھ ہی ایک لمبی سانس خارج کی۔

"تم! تم دھوکے باز! تم نے جھوٹ بولا مجھ سے۔ دھوکہ دیا مجھے۔ ہاں کل رات جو ہوا وہ کیوں کیا میرے ساتھ۔۔" وہ دھاڑی۔

"بے بی! میری بات تو سنو۔۔"

"شٹ اپ! اب اگر تم نے مجھے بلایا یا مجھے کال کی تو۔۔بہت برا ہو گا۔" کہتے ساتھ ہی

وہ اسے سمجھانے کا کوئی بھی موقع دیے بغیر تیزی سے سیڑھیاں اتری اور وہاں سے بھاگ گئی۔

"کیا یار سوہا!" اس نے ناراض نظروں سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا جو اسکی حالت کا مزہ لیتی قہقہہ لگا رہی تھی اور سیڑھیاں اترتا اسکے پاس چلا آیا اور اسکے ساتھ ہی ڈائننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"کیا! میں نے کیا کیا؟" سوہا نے مسکراہٹ دباتے حد درجہ معصومانہ لہجے میں کہا۔

"اتنی مصیبتوں سے ایک گرل فرینڈ بنی تھی۔ اسے بھی بھگا دیا۔" اسے اپنی گرل فرینڈ کے چلے جانے کا ملال کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔

"ہاں تو گرل فرینڈ بنانی ہی تھی تو ذرا ڈھنگ کی بناتا۔" پیچھے سے ایک اور لڑکے کی آواز آئی جو ہاتھ میں ٹرے پکڑے اور اس میں کافی کے مگز سجائے انہی کی طرف آ رہا تھا۔ ٹرے کو ٹیبل پہ رکھتے خود بھی کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا۔

"نہ ذرا خوبصورت تھی۔ ہونہہ۔، تیری چوئس ایسی کب سے ہو گئی! سیمی۔۔"

"ہاں کہہ تو تم سہی رہے ہو یار میں بھی اسے چھوڑنے والا ہی تھا لیکن کیا کروں یار کوئی اور خوبصورت ملتی ہی نہیں۔ لیکن اچھا ہوا خود ہی چلی گئی۔" سمیر عرف سیمی نے ہاٹ کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔

"اور ویسے بھی میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے تو تیری کیسے ہو سکتی ہے۔"اس نے منہ بنایا۔

"جس بھی لڑکی کی کوئی تعریف کرو وہ الٹا امپریس ہونے کے تھپڑ جھڑ دیتی ہے۔" اس نے کل کے واقعے کو سوچتے ہوئے گال کو سہلایا۔اسکی اس بیچارگی کی ایکٹنگ پر سوہا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اچھا گائز چلو یونی بھی جانا ہے۔"اس نے کافی کا خالی مگ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے دونوں کو کہا۔

"ٹھیک ہے! آتے ہوئے کسی اچھے سے ریسٹورنٹ چلیں گے۔"

"یار سینو! تو کبھی تو سانس لے لیا کر۔"سمیر نے سنان کو آنکھیں دکھائیں۔

"یار تو کیا ہوا؟"سنان ضدی ہوا۔

"اچھا ٹھیک ہے آتے ہوئے سوچیں گے۔ابھی نکلو ورنہ پروفیسر صاحب کا تو پتہ ہی ہے۔ریسٹورنٹ کی بجائے ناوہی کھلا دیں گیں ہمیں کچھ نہ کچھ۔"تو تینوں اٹھ کر جلدی سے نکل گئے۔اب یار کون صبح صبح پروفیسر کی ڈانٹ کھائے۔

"فارس! یار۔۔۔" وہ اسے دیکھتے ہی اس کے گلے لگ گیا۔

"کیسا ہے یار! بہت عرصے بعد مل رہے ہیں۔۔اور تو سنا۔" عمیر نے اس سے الگ ہوتے ایک ہی سانس میں سب کہہ ڈالا۔

"ارے واہ بڑا ہینڈسم ہو گیا ہے۔" عمیر نے اس کے غور کرتے ہوئے کہا۔"اور بتا؟" عمیر اسے یہاں دیکھ کر بے حد خوش ہوا تھا۔پر جوش تو فارس بھی تھا آخر چار سال بعد مل رہے تھے۔

"اب کیا ارادہ ہے؟ پہلے تو تُو میٹرک کے فوراً بعد آسٹریلیا چلا گیا اب واپس کیسے آ گیا؟"

"یار موم کی خواہش تھی کہ میں واپس آ جاؤں اور یہی پاکستان میں ہی اپنی سٹڈی کنٹنیو کروں۔۔سو میں چلا آیا۔" آخر میں اس نے خوشدلی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں! تو اب پاکستان میں ہی ڈھیرا جمانا ہے۔چل سہی ہے۔آ جا۔"

"دیکھو تم ایسے نہیں جا سکتے۔"

"پلیز مجھے جانے دو۔" اس چشمہ لگے لڑکے نے منت بھرے لہجے کہا۔جو دکھنے میں ہی کتابی کیڑا لگ رہا تھا۔

"نہ بیٹا نہ ڈیئر تو پاس کرنا پڑے گا۔ بھئی پہلا دن ہے یونی کا ریگنگ تو ہو گی۔" اس نے اسکی بے بسی پہ ہنستے ہوئے کہا۔

"اور اگر اتنا ہی ڈر لگ رہا ہے تو یونی کرنے کیا آئے ہو گھر بیٹھتے۔" بھیڑ میں سے ایک اور آواز گونجی۔

فارس بھی ان میں ہی موجود تھا اب اس لڑکے کو پھنستے ہوئے دیکھ رہا تھا صد شکر کہ وہ بچ گیا تھا مگر اس بیچارے کا پتہ نہیں کیا ہونا تھا۔

"دیکھو وہ لڑکی۔۔" اس لڑکے نے اس چشماٹو کو ایک لڑکی کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ "تمہیں بس اس کے پاس جانا ہے اور اسے آئی لو یو بولنا ہے۔ بس اتنا سا کام ہے چل شاباش۔۔"

لیکن وہ جانتا تھا یہ کوئی اتنا سا کام نہیں ہے مگر پھر بھی اللہ کا نام لیتا ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلتا آگے بڑھ گیا۔

پیچھے سب لوگ اسے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے اور ان میں سے تقریباً ہر کوئی جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

بھئی کوئی "سوہائے" کو پروپوز کرے اور زندہ سلامت واپس آئے۔ ایسا کب ممکن ہے۔

وہ مرے مرے قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ ٹھیک سامنے ہی وہ لڑکی اپنے دو دوستوں کی کسی بات پہ ہنس رہی تھی۔ یہ ڈئیر جتنا آسان لگتا تھا اتنا تھا نہیں۔

وہ اس کے قریب پہنچا اور اپنے خشک گلے کو تر کیا۔

"ہیلو۔" قصداً مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

سوہائے نے حیرت سے اس چشماٹو لڑکے کو دیکھا۔ سمیر اور سنان بھی اسی طرف متوجہ ہو گئے۔

"وہ! آئی لو یو۔۔" اس نے سانس کھینچتے ہوئے جلدی سے کہہ ڈالا۔

"واٹ؟" سوہا کی تو حیرت سے آنکھیں پھیل گئیں۔

"وہ وہ۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ "وہ وہ" کے آگے بھی کچھ کہتا سوہائے کا مکّہ اس کا ناک توڑ گیا۔ اس نے بے اختیار اپنے ناک پہ ہاتھ رکھا۔ پڑھ پڑھ کے اتنا تو کمزور تھا کہ ناک ٹوٹنے کا گمان ہو ہی گیا۔ لیکن سوہا کو کیا اسکی بھلا ناک ٹوٹے یا کچھ اور۔۔۔

"اب تو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ آئندہ نہیں بولنا۔ ہونہہ۔" سنان اسے جاتے ہوئے شاید سمجھا کر گیا تھا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟" اس چشماٹو کو دیکھ کر سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا جو ابھی بھی ناک پہ

ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔فارس نے اس سارے واقعے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے عمیر سے پوچھا۔ بھئی اتنی ہمت۔۔۔

"یہ! یہ تو۔۔"عمیر نے ہنسی روکتے ہوئے بتانا شروع کیا۔"یہ سوہائے عالم ہے۔"بولا تو ایسے جیسے سوہائے عالم ہونا بہت بڑا کام ہے۔فارس کے چہرے پر یہی سوال رقم تھا۔

"عالمگیر کمپنیز کے مالک جہاں زیب عالم کی بیٹی۔"عمیر نے اسکے چہرے سے سوال پڑھتے ہوئے جواب دیا۔

اب بھئی! یہ جہاں زیب عالم کون تھا اسے کیا پتہ مگر خیر۔۔۔

"پتہ ہے پوری یونی میں سب سے خوبصورت ہے اسکے ساتھ ساتھ اکڑ بھی اتنی ہی ہے۔ کبھی کسی ہمت نہیں ہوئی کہ اسے جا کے کوئی کچھ کہہ سکے حالانکہ اس کے سامنے جاتے ہی ڈگمگاتے ہیں۔"

"کیوں ایسا کیا ہے اس لڑکی میں؟"فارس نے سوہا کو نظروں میں لیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا پتہ اس کا بھائی پورا غنڈا ہے غنڈا۔ایک بار ایک لڑکے نے ذرا سا چھیڑ کیا دیا پورے غنڈوں کی فوج لے کے پہنچ گیا یونی میں اور سب کے سامنے اس بیچارے کی ایسی حالت کی کہ ہڈیاں تو ٹوٹی ہی ٹوٹی مگر کسی لڑکی کو چھیڑنا تو دور آئندہ سوچے گا بھی نہیں۔"

"تو کسی نے کچھ کہا نہیں۔کچھ نہیں کیا؟"اسنے حیرت سے سوال کیا۔

"کہا بھئی سب کو اپنی جان پیاری ہے اور ویسے بھی اپنی بہن کے معاملے میں وہ کسی کو نہیں چھوڑتا۔"

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ سیکنڈ اور مڈل لائن کے فرسٹ بینچ پہ بیٹھا تھا اور عمیر سے یونہی ادھر ادھر کی ہانک رہا تھا۔جب سوہائے کمرے میں داخل ہوئی اور کسی کو اپنی مخصوص نشست پر بیٹھے دیکھ اس کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایکسکیوز می۔۔"اس نے فارس کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

پہلے تو فارس اسکی آواز پہ چونک گیا پھر اسکے چہرے سے نظریں ہٹانا شاید بھول ہی گیا۔ اس قدر حسین لڑکی! وہ چار سال آسٹریلیا رہا تھا کئی اور ممالک بھی پھرا تھا مگر اتنا حسین چہرہ پہلی دفعہ دیکھا تھا۔وہ نجانے کیا کہہ رہی تھی مگر اسکی نظر اسکے موتیوں سے چمکتے دانتوں پہ ٹھہر گئی۔وہ منہ کھولے بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔سب کچھ اسکے اختیار سے باہر تھا۔

"ایکسکیوز می!"اب کی بار سوہانے غصے سے ٹیبل بجایا تھا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

"یہ جگہ میری ہے شاید آپ کو کسی نے بتایا نہیں۔" سوہا نے چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن! مم۔۔ میں بیٹھ گیا ہوں۔" فارس نے اسکے پرکشش چہرے سے نظریں ہٹا کر کہا۔

"لگتا ہے تم ہمیں جانتے نہیں ہو۔۔" سنان نے آگے بڑھ کر اسے دھمکایا۔

جان تو وہ پہلے ہی گیا تھا سو چپ چاپ اٹھ گیا۔ اسکے اٹھتے ہی سوہا دھپ سے بیٹھی۔ وہ دونوں بھی وہیں اس کے قریب ہی ٹک گئے۔

فارس ان سے دور کسی دوسرے بینچ پہ بیٹھ گیا۔ پھر سے ایک نظر ان کی طرف دیکھا۔

وہ بلیک جینز اور وائٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔ براؤن رنگ بال شانوں پے کھلے پڑے تھے۔ وہ دونوں بھی تقریباً اس جیسے کپڑوں میں ہی ملبوس تھے۔ بلیک جینز کے ساتھ وائٹ ٹی شرٹ۔ بالوں کو جیل سے اکڑائے ہوئے وہ بھی کسی ریاست کے شہزادے سے کم تو ہر گز نہیں لگ رہے تھے۔

وہ اب کسی بات پہ ہنس رہے تھے۔

"اچھا تو یہ دونوں کون ہیں؟" فارس کا اشارہ سمیر اور سنان کی طرف تھا۔

"یہ دونوں! اسکے دو دوست ہیں۔۔ اور شاید کزن بھی ہیں۔ بچپن سے ہی ساتھ ہیں۔

اور ہمیشہ ساتھ ہی رہتے ہیں۔ گینگ ہے انکی۔۔ایس کریو۔" عمیر نے ایک بار ہی تفصیلی جواب دیا۔

"اچھا ایس کریو۔" فارس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"ایس سے سوہائے۔۔ایس سے سمیر۔۔۔اور ایس سے سنان۔"

"ہوں۔" فارس نے سمجھتے ہوئے ان پہ نظر ڈالی جو اب پروفیسر کے آنے سے پہلے ہی کلاس سے جا رہے تھے۔

"چلو کچھ اور دیکھیں۔" عمیر نے اسے کھینچا مگر وہ کیا دیکھتا اسے تو اپنے دیکھنے کی چیز مل گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہائے کلاس روم میں داخل ہوئی۔ بالوں کو جھٹکا دیتی بالکل سامنے جا کھڑی ہو گئی۔ دونوں بھی اسی کے پیچھے تھے۔ جیسے پیروں کے پیچھے مرید۔

"یار اسائنمنٹ کی آخری ڈیٹ آ گئی ہے اور ابھی ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔" وہ ان سے بات کرتی کرتی کلاس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"کوئی میری اسائنمنٹ بنا دو یار۔" اس نے ادھر ادھر متلاشی نظریں دوڑاتے ہوئے

کہا۔

"تم! تم بناؤ گے نا۔" اس نے کلاس سے باہر جاتے ہوئے سٹوڈنٹ کو مخاطب کیا۔

"نہیں یار سوہا اس بار نہیں۔" اس نے بھی سرعت سے انکار کر دیا۔

"سوہا یار ہماری بھی!" سنان نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

"یار میری تو ہو جانے دو۔ پھر تم دونوں کی دیکھو گی نا۔ کیا مصیبت ہے یار یہ اسائنمنٹ بھی۔" وہ سخت جھنجھلا گئی۔ "لگتا ہے اس بار خود ہی بنانی پڑے گی۔"

"تم! تم لگتے ہو کام کے میری اسائنمنٹ بنا دو۔" سوہا نے اسی چشماٹو کی طرف اشارہ کیا اور پھر خود چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔

"بنا دو گے نا۔ ٹھیک ہے بنا دینا ہے لاسٹ ڈیٹ سے پہلے پہلے۔۔" وہ اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر اپنی کہہ کے واپس پلٹ گئی۔

"اور ہاں دو اسائمنٹس اور بھی بنانی ہیں۔ کوئی بھی بنا دینا یاد سے۔" کہتی وہ ایک بار پھر کلاس سے غائب ہو چکی تھی۔

"یار یہ تو اپنی اسائمنٹس بھی خود نہیں بناتی۔ ہر بار ایسا ہی کرتی ہے کیا؟" فارس نے جاتی ہوئی سوہا ئے سے نظریں ہٹا کے سوالیہ عمیر کو دیکھا۔

"ہوں۔"

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"یار ذرا پیچھے کرنا۔ پیچھے پیچھے!" سوہا نے ایک نظر پروفیسر پر ڈالی جو سامنے ڈائس کے پار کھڑے تھے اور پھر دوسری نظر میں وہ اپنے برابر بیٹھے سٹوڈنٹ کو ہدایت دے رہی تھی۔

میتھ کا ٹیسٹ ہو رہا تھا۔ سب خاموشی سے اپنا اپنا ٹیسٹ کرنے میں مگن تھے جب فارس نے ٹیسٹ سے نظریں ہٹا کر اپنے برابر بیٹھی سوہا کو دیکھا جو غالباً اُس سے نقل کی اپیل کر رہی تھی۔

"پلیز یار پیچھے کرنااا۔" فارس نے چپ چاپ صفحہ پلٹ دیا۔

"ہاہ! یہ سوال ایسے ہے۔ میں نے تو شاید غلط کر لیا۔"

"ہمارا تیسرا سوال غلط ہے۔" سوہا نے ہلکا سا پیر مار کے سنان سے کہا۔

"ایکسکیوز می! ایک منٹ ہاں۔" اس نے صفحہ پلٹتے فارس کو روکا اور پھر اس سے دیکھ کر سوال حل کرنے لگی۔

پھر اس نے اپنے آگے بیٹھے سنان کو دکھایا اور پھر مدد اس سے آگے بیٹھے سمیر تک پہنچائی

گئی۔اس نے سارا پیپر یونہی حل کیا کبھی ادھر سے کبھی ادھر سے اپنا دماغ تو بالکل بھی استعمال نہیں کیا۔

اس نے کس طرح سارے پیپر فارس کی جان کھائی تھی یہ صرف فارس جانتا تھا۔

پیپر کے لاسٹ منٹس رہ گئے تھے۔فارس نے سرسری سا اس کی طرف دیکھا۔اس کی نظر ایک پیپر کے پیس پر گئی۔جو ابھی ابھی اسے اس سے آگے بیٹھے ہوئے سنان نے دیا تھا۔

یقیناً اس پیپر کے پیس پر کوئی سوال حل تھا جس سے دیکھ کر وہ جلدی جلدی آنسر شیٹ پے اتار رہی تھی۔

"اچھا یہ چوتھے کا ہے۔"سوہا نے سنان سے پوچھا۔

"ہوں۔۔"

"اور آٹھواں کوئسچن۔"

"اسکا نہیں آتا سیمی کو بھی نہیں۔"

"اچھاا۔۔"پھر پروفیسر نے سب سے ٹیسٹ پیپرز پکڑنے شروع کردیے۔

"یار کیا لڑکی ہے یہ۔۔"ٹیسٹ دے کے آ کر فارس سے رہا نہ گیا تو بول پڑا۔

"خدا کی قسم جو اگر اس نے ایک بھی سوال خود سے کیا ہو۔"

"ہاں! بس خوبصورتی ہی ہے۔آتا جاتا کچھ نہیں۔۔"

"اگر اتنی ہی نالائق ہے تو یونی کیسے پہنچ گئی؟"

"بس بھئی اثر ورسوخ ہیں۔"

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

سوہا ئے موبائل پہ نظریں جمائے بے دھیانی سے چل رہی تھی۔ہوش تب آیا جب سامنے سے آتے فارس سے ٹکرا گئی۔

"آؤچ!"پلکیں اٹھا کر سامنے والے کو دیکھا۔

"ایم سوری! وہ میں نے دیکھا ہی نہیں۔"کوئی اور ہوتا تو وہ کبھی یوں سوری نہ کہتا مگر یہ لڑکی نجانے اس کے لیے کیا ہو رہی تھی۔

"ہوں! ٹھیک ہے۔"سوہا پہلی بار اب اسے دیکھا تھا۔مہنگی برانڈڈ جینز شرٹ، جیل سے کھڑے کیے بال،اونچا لمبا دراز قد۔

"ویسے میں سمجھا سکتا ہوں آپ کو۔"

"کیا؟" سوہا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"سوال! میتھ کے کوئسچن۔" نجانے کیوں مگر وہ چاہتا تھا اس لڑکی کے ساتھ وقت گزارنا۔

سوہا نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں ایک عجیب سی چمک تھی جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"ٹھیک ہے" اس نے اپنا عندیہ دے دیا۔ جسکی فارس کو بالکل بھی امید نہیں تھی۔

"اوکے۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یار سینو! اور کتنا کھاؤ گے؟ یہ تیسرا پیزا ہے جو تم آرڈر کر چکے ہو۔" وہ تینوں ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے جب سنان کو تیسرا پیزا آرڈر کرتے دیکھ سوہا کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔

"ہاں تو میں اکیلا تھوڑی کھا رہا ہوں۔ تم لوگ بھی تو شامل ہی ہو۔" اس نے سرعت سے کہتے ہوئے تیسرے پیزے کا پہلا سلائس منہ میں ڈالا۔ "اور ویسے بھی اب پتہ نہیں کب آئیں گے ہم۔ تو میں ابھی کھا لوں نا سب کچھ۔"

"کیوں بعد میں کیا تم نے مر جانا ہے یا یہ ریسٹورنٹ باقی نہیں رہنا جو تم بعد میں آ نہیں پاؤ گے۔" سمیر نے اسے یوں پیزا کھاتے دیکھ ابکائی لی۔

"اور ابھی کل ہی تو ہم آئے تھے تم تو ایسے کھا رہے ہو جیسے صدیوں سے نا دیکھا ہو۔"

"یار کیا ہے مجھے کھانے دو تم لوگوں کو کھانا ہے تو کھاؤ ورنہ نہ سہی۔ میں اکیلا ہی ختم کر لوں گا۔" سوہائے اور سمیر اس پیٹو کو دیکھ کر رہ گئے۔ سچ مچ پیٹو ہی تھا۔

♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆

"گڈ آفٹر نون مام! کیسی ہیں؟" فارس یونی سے آتا سیدھا اپنی مام کے پاس چلا آیا۔

"میں تو بالکل ٹھیک! تم سناؤ یونی میں پہلا دن کیسا رہا؟"

"ہوں! اچھا تھا۔ ویسے ماننا پڑے گا آپ کے پاکستان کو کافی ترقی کر لی ہے۔ ورنہ جب میں یہاں سے گیا تھا تب تو کچھ بھی نہیں تھا۔"

"ہاں ماشاءاللہ سے! لیکن یہ میرا پاکستان کیوں تمہارا بھی ہے۔"

"ہوں سہی کہا آپ نے۔"

"اب بس میں چاہتی ہوں کہ تمہارے بابا بھی واپس یہی آ جائیں اور یہی آ کر بزنس سٹارٹ کر لیں۔ اور پھر تمہاری شادی بھی تو کرنی ہے۔" آخر میں وہ شوخی سے بولیں۔

"اوں! نو مام ابھی نہیں۔ابھی میرا موڈ نہیں ہے۔"

"اونہہ! پاگل نہ ہو تو۔۔"

دن یونہی گزر رہے تھے۔دونوں کی کبھی نہ کبھی ٹکر ہو جاتی تھی لیکن سوہائے اس سے ذرا دور ہی رہتی تھی۔اسکی آنکھوں میں نظر آتی وہ چمک اسکا حوصلہ غائب کر دیتی تھی۔

اس نے اس صورتحال کا ذکر ابھی کسی سے بھی نہیں کیا تھا۔کسی سے نا ڈرنے والی آج کسی کی نظروں سے بچتی پھرتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دروازہ دھکیل کر اندر آیا تو سامنے ہی نظر سوہائے پر پڑی۔شاید کسی ڈانسنگ کی ریہرسل ہو رہی تھی۔لڑکیوں کا گروپ مینار سا بنائے تھا اور وہ ان کے اپر چڑھ رہی تھی۔

بالکل اوپر چڑھ کے اس نے دیکھا تو سامنے ہی فارس نظر آ گیا۔جواب اسے ہاتھ ہلا کے "ہائے" بول رہا تھا۔اسکی وہاں موجودگی سے اسکا کنفیڈینس لو ہوا وہ لڑکھڑائی اور اس مینار سمیت فرش بوس ہو گئی۔

صد شکر کے فرش کے اوپر سیفٹی میٹرس بچھا رکھا تھا۔

اسنے ایک نظر پھر اس طرف دیکھا تو فارس ہنس رہا تھا اور شاید اسے دیکھ کر اب اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسے اس کے سامنے سخت ذلت کا احساس ہوا تو پیر پٹختی باہر نکل گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

واقعات میں تیزی آنے لگی جہاں کہیں وہ ہوتی اسے فارس بھی ارد گرد ہی نظر آ جاتا جو اسی پر نظریں جمائے ہوتا۔ وہ جان کر بھی اسکے تاثرات سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فارس کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ٹائر کو دیکھا جو غالباً پھٹ چکا تھا۔ اس نے کلائی سے بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھا۔ وہ یونی سے نکلا تھا اور اب اسے گھر پہنچنے میں دیر ہو جانی تھی۔ اس نے ٹائر کو ٹھنڈا مارا اور کیب منگوانے کیلئے موبائل آن کیا۔

اس سے پہلے ہی زن سے آتی ایک بلیک ہیوی بائیک اس کے قریب رک گئی۔ ہیوی بائیک پر بیٹھا ہوا وہ شخص بھی گولی بلیک ڈریسڈ تھا۔ بلیک جینز کے ساتھ شرٹ پہنے اوپر سے بلیک ہی جیکٹ زیبتن کئے ہوئے تھا۔ بلیک لیدر گلوز میں چھپے ہاتھ سختی سے ہینڈلز پر جمے تھے اور چہرے کو بھی بلیک ہی ہیلمٹ میں چھپایا ہوا تھا۔ لونگ شوز پہنے، اسے لگا وہ اسے جانتا ہے مگر کچھ بھی کہے بغیر اسکے پیچھے جا کر بیٹھ گیا۔

بائیک پھر سے بھاگنے لگی۔

"ہیلو ایکسکیوزمی کیا میں آپ کو جانتا ہوں۔" فارس نے ٹریفک کے شور کی وجہ سے ذرا اونچی آواز میں کہا مگر دوسری طرف بالکل خاموشی تھی۔

وہ سارا راستہ اس سے کچھ نہ کچھ پوچھتا ہی رہا تھا بولتا ہی گیا تھا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

پتہ نہیں کون تھا جو اسے لفٹ دے رہا تھا اور کچھ بول بھی نہیں رہا تھا۔اس کے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔

بائیک اچانک سے رکی اس نے ذرا نظر دوڑا کر دیکھا تو وہ اپنے گھر پہنچ چکا تھا۔ بائیک سے اترا اور قریب ہی کھڑا ہو گیا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ ہے کون اسے لفٹ دینے والا۔

بائیکر نے ہیلمٹ اتارا اور ایک ادا سے اپنے بال جھٹکے۔

"سوہا۔۔" اسے لگا تو تھا کہ اس نے اس بائیکر کو کہیں دیکھا ہے مگر وہ سوہا ہے یہ خیال بھولے سے بھی اس کے دماغ میں نہیں آیا تھا۔

سوہا نے بال جھٹکے اور کانوں میں ٹھونسی ہوئی ہینڈز فری کو باہر نکالا۔

فارس نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا تو مطلب وہ سرے سے اسکی کوئی بات سن ہی

نہیں رہی تھی۔ یچ افسوس۔۔۔!!

فارس نے نظر بھر اسے دیکھا۔یوں بلیک جینز اور لیدر جیکٹ میں وہ بالکل انگلش موویز کی ہیروئن لگ رہی تھی۔ براؤن رنگ بال اب ریڈ کلر میں ڈائی ہو چکے تھے جو اس کے چاند سے چہرے کو مزید پرکشش بنا رہے تھے۔

"وہ۔۔۔ تھینکس۔۔۔"سوہا نے فقط سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

"تمہارا نمبر مل سکتا ہے؟"اس نے کہہ تو دیا مگر پہلے دن والے لڑکے کی حالت اور عمیر کی اسکے بھائی کے متعلق بلکہ سراسر ڈرانے والی باتیں بیک وقت یاد آگئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہا نے کچھ نہیں کہا اور چپ چاپ اپنا نمبر اسے بتا دیا۔

"زیرو تھری۔۔۔۔"

فارس کو اس کے گھر تک ڈراپ کرکے اسے ایک عجیب سے احساس نے آگھیرا تھا جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔اسے گھر تک ڈراپ کرنے کے بعد اس نے کئی مالز میں آوارہ گردی کی تھی۔بس آوارہ گردی ہی کی تھی کچھ خاص کیا عام بھی خریدا نہیں تھا۔اب وہ تھک ہار کر باہر نکل آئی اور پیدل چلنے لگی۔اپنی بائیک تو وہ دور ہی دوسری سائیڈ پہ چھوڑ آئی تھی۔

یونہی ادھر ادھر دیکھتے وہ مسلسل چل رہی تھی جب اچانک سے اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ بنا پیچھے دیکھے وہ جان گئی کہ کچھ غنڈے اسکا پیچھا کر رہے ہیں۔

وہ رکی نہیں مسلسل چلتی رہی وہ بھی ہنوز اسکا پیچھا کرتے رہے۔ اس کے دل میں خوف بڑھنے لگا اسے اپنے یہاں اکیلا آنے پہ افسوس ہوا۔

کاش کہ اس نے سمیر اور سنان کو بھی ساتھ لیا ہوتا۔ وہ اپنا ڈیفنس تو کرنا جانتی تھی مگر چار پانچ غنڈوں سے اکیلے نہیں لڑ سکتی تھی۔

وہ بنا کوئی بھی تاثر دیے آگے بڑھتی رہی۔ جگہ آہستہ آہستہ ویران ہوتی جا رہی تھی۔ کوئی بھی ارد گرد موجود نہیں تھا وہ کسے اپنی مدد کیلیئے بلاتی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلتی چلتی وہ ایک ویران عمارت کی طرف بڑھ گئی جسکی کنسٹرکشن جاری تھی مگر فی الحال کوئی وہاں موجود نہیں تھا۔

اسکے پیچھے آتے غنڈوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ مچھلی تو خود ہی شکار کے منہ میں آگئی تھی۔

ذرا آگے کو جاکے سوہا رک گئی۔ اس نے پلٹ کے دیکھا تو وہ اس سے کچھ ہی فاصلے پہ کھڑے خباثت سے مسکرا رہے تھے۔ اس کی جان جیسے حلق میں اٹکی۔

ان میں سے ایک خباثت سے ہنستا اسکی طرف بڑھا۔

"پپ۔۔پلیز۔۔۔"سوہانے ڈر سے ادھر ادھر دیکھا مگر بھاگنے کی کوئی جگہ موجود نہیں تھی۔اس نے الٹے قدم اٹھائے تو اس نے شخص نے اس کی کلائی کو سختی سے جکڑ لیا۔

"پلیز۔۔چھوڑو مجھے۔۔جانے دو۔"سوہانے اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کی جس پر اس خبیث شخص کی گرفت مزید سخت ہوئی۔پیچھے کھڑے غنڈوں نے بھی خباثت سے قہقہہ لگایا۔

اس سے پہلے کہ وہ شخص کچھ کرتا اڑتا ہوا ایک تیر آیا اور اسکی اس کلائی میں کھب گیا جس ہاتھ سے اسنے سوہا کی کلائی کو پکڑ رکھا تھا۔سوہا کی کلائی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ درد سے دہرا ہو گیا۔

اسکے پیچھے کھڑے نوجوان بھی اس اچانک حملے سے گبھرا گئے اور حملہ ہونے والی جگہ کی طرف دیکھنے لگے۔

ایک ستون کے پیچھے چھپے ہوئے سمیر اور سنان باہر آئے۔غنڈے انھیں دیکھتے ہی ان پر حملہ کرنے کیلیے آگے بڑھے۔

سنان نے ایک بار پھر تیر کمان کسی اور تیر چھوڑا جو ایک کی ٹانگ میں جالگا۔وہ بھی درد سے دہرا ہو گیا۔ادھر سمیر نے بھی ایک شخص کو لاتوں اور مکوں سے ڈھیر کر دیا۔

آخری بچ جانے والا ڈر کے دم دبا کے بھاگ نکلا۔

"نائس یار! کیا انٹری ماری ہے بالکل ہیروز کی طرح۔" چہرے پہ اب خوف کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

آتے آتے جب وہ غنڈے اسکے پیچھے لگے تھے تو وہ گھبرا گئی تھی۔ مگر پھر اپنے حواسوں پے قابو پایا اور دماغ سے کام کیا۔

آتے آتے بنا کسی کو پتہ لگنے دینے کے اس نے موبائل فون آن کیا اور انہیں ہیلپ کا میسج بھیج دیا اور پھر اپنی لوکیشن بھی سینڈ کر دی۔ پیچھے آتے غنڈوں میں سے کسی کو کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔ چاہتی تو بھاگ سکتی تھی اسے کوئی پکڑ نہ پاتا مگر ایسے کیسے جانے دیتی ان غنڈوں کو جنہوں نے اسکا "سوہائے عالم" کا پیچھا کرنے کی کوشش کی تھی۔ سزا تو بنتی ہی تھی۔

وہ اب سمیر اور سنان کی اپنے ساتھ لائی ہوئی کار میں بیٹھے گھر جا رہے تھے۔

جب اچانک سے اسکا موبائل رنگ کرنے لگا۔ سوہا نے فون اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"ہیلو بھیّا! کیسے ہیں آپ؟" وہ چھوٹتے ہی بولی۔

"سوہا تم ٹھیک تو ہو نا میری کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں سب ٹھیک ہے نا میری جان؟" اسکے لہجے میں فکر مندی واضح تھی۔

سوہانے فون کان سے ہٹایا اور دیکھا تو سچ مچ وہاں پر کئی مسڈ کالز موجود تھیں۔اس نے فون پھر سے کان سے لگالیا۔

"جی بھیا بالکل ٹھیک ہوں میں آپ ٹینشن نہ لیں۔"

"کہاں ہو؟"

"باہر ہوں! آپ فکر نہ کریں ہم ساتھ ہی ہیں وہ بس تھوڑی سی پرابلم ہو گئی تھی تو کال اٹھا نہیں پائی۔ سوری!"

"کیا! کیا ہوا تھا؟ تم۔۔ تم ٹھیک تو ہو نا؟"

"جی بھیّا! میں بالکل ٹھیک ہوں آپ ٹینشن نہ لیں۔ ویسے بھی یہ دو باڈی گارڈز ہیں نا میری حفاظت کیلئے تو آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"سوہانے ہر طرح سے انکا ڈر دور کرنے کی کوشش کی۔

وہ یونہی تھا اس کے ہر معاملے میں حد سے زیادہ پوزیسو۔ آخر وہ تھی اسکی اکلوتی جان سے پیاری بہن۔

"سوہا پلیز یار کچھ دنوں کیلئے میری گرل فرینڈ بن جاؤ۔ بس کچھ دنوں کے لیے۔۔۔

پلیز۔۔پلیز!!!!"سوہانے چونک کر کیرم بورڈ سے نظریں ہٹا کر سنان کو دیکھا۔

وہ سمیر کے ساتھ کیرم بورڈ کھیل رہی تھی۔گیم بہت ہی سیریس کنڈیشن میں داخل ہو چکا تھا۔

"کیوں؟؟"اس نے اسکی اس بے ہودہ خواہش پہ ذرا دیر تکتے رہنے کے بعد کہا۔

"یار میری کوئی گرل فرینڈ ہی نہیں ہے تم اگر میری گرل فرینڈ بن جاؤ گی صرف کچھ دنوں کیلیئے تو لڑکیاں میری فین ہو جائیں گی۔"اس نے اپنی اس بے ہودہ خواہش کی وضاحت کی۔

"میرے بھائی لڑکیاں تمہاری فین نہیں ہو گی بلکہ تمہیں جوتے لگائیں گی۔جو تم ان کو چھوڑ کے کسی اور کے پیچھے لگو گے۔"

"اور کونسی گرل فرینڈ نہیں ہے تمہاری جب دیکھو لڑکیوں کے بیچ ہی دکھتے ہو ابھی بھی گرل فرینڈ نہیں ہے تمہاری واہ بھئی واہ!ہمیں دیکھو میری تو ایک بھی گرل فرینڈ نہیں ہے چچ چچ۔"سمیر نے ایک ہی بار میں اسکی کلاس لے ڈالی اور اینڈ میں اپنے دکھ کا بھی اظہار کر دیا۔

"تم تو بس ہی کرو سیمی!کل ساری رات کس کے ساتھ تھے ہاں بولو۔سوہا یار پلیز تم بات مان جاؤنا۔۔"وہ پھر سے بھیکاریوں کی طرح شروع ہو گیا۔

"دیکھو یار سینو! میں تمہاری گرل فرینڈ نہیں بن سکتی تم میرے بھائی ہو اور ہمیشہ وہی رہو گے۔" سوہا نے بھرپور بن کر معصومیت سے کہا۔ جس نے اسکے بدن پر کوئلے رکھنے کا کام کیا تھا۔

"ایک تمہیں ہم ہی ملے تھے بھائی بنانے کو۔ ہونہہ!" سنان منہ بسور کر رہ گیا۔

"تم نے گرل فرینڈ کیا کرنی ہے گزر تو رہی ہیں تمہاری راتیں اچھی خاصی۔" مگر وہ اب اسے کیا بتاتا کہ گرل فرینڈ کتنی ضروری ہے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"آج کافی مزہ آیا نا یار۔۔" اس نے بیگ میں سے چابی نکالی اور کی ناب میں پھنسا کر گھمائی تو دروازہ کھل گیا۔ وہ ابھی ابھی یونی سے لوٹے تھے اور یونی کے ہی تبصرے ابھی تک جاری تھے۔ لاونج میں پہنچتے ہی مختلف کھانوں کی خوشبو محسوس کر کے وہ چونک کر رک گئے۔ اتنی مزے کی کھانے کی خوشبو کیسے آسکتی تھی۔ گھر میں تو کوئی بھی نہیں تھا تو کیسے۔۔۔۔ تینوں نے اپنا حلق تر کیا۔

اس سے پہلے کہ کوئی کوئی بھی رد عمل دیتا کچن سے ایک شخص ٹرے اٹھائے باہر آیا۔ سوہا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی کچھ پل سوہا حیران رہ گئی پھر اگلے ہی پل بچوں کی سی خوش میں سرشار ہو گئی۔

"سرپرائز۔۔"

"وینیت بھیّا آپ۔۔" وہ منہ کھولے چلائی۔ "آپ! آپ یہاں کیسے؟" وہ آہستہ قدم اٹھاتی ان کے پاس گئی تو وینیت نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"آخر جب مجھے پتہ چلا کہ میری جان پر کوئی پرابلم آئی ہے تو میں کیسے نہ آتا۔ اب ٹھیک ہو نا میری جان۔۔؟" اس نے اسے خود سے الگ کیا اور بغور اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔

"ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ آ گئے ہیں نا تو میں اور بھی ٹھیک ہوں۔" تب تک دونوں کرسی کھینچ کر بیٹھ چکے تھے سمیر اور سنان بھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔

"یہ سب کچھ آپ نے بنایا ہے؟" سوہا نے متحیر نظریں ٹیبل پر پڑے پکوانوں کو دیکھ کر کہا جن کی خوشبو ہی بھوک بڑھانے کا کام کر رہی تھی۔ "سچ میں بھیّا بہت بھوک لگ رہی تھی۔"

"ویسے ہوا کیا تھا کیا مسئلہ تھا؟" وینیت نے باری باری سمیر اور سنان پر نظریں ڈال کر پوچھا اور بریانی کا بھرا چمچہ سوہائے کے منہ میں ڈال دیا۔ ایسے ہی تھا جب وہ آتا تھا تو سوہا کو اپنے ہاتھوں سے ہی کھانا کھلاتا تھا اور سوہائے کو بالکل بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا جس کی وجہ سے ہی وہ اتنی بگڑی ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں بھیّا بس وہ ایسے ہی تھوڑی سی پرابلم۔۔" پھر اس نے مختصراً سارا واقعہ انہیں

کہہ سنا دیا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ؟" سارا ماجرہ سننے کے بعد اس کے لب سختی سے بھینچ گئے۔

"نہیں بھیا! ہم نے انہیں سبق سکھا دیا تھا۔" پھر کافی دیر باتیں کرنے کے بعد سوہا کو سونے کیلئے بھیج دیا اور خود بھی سمیر اور سنان کے جانے کیلئے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور دروازہ کھول دیا جس کا مطلب تھا کہ اب جاؤ۔ دونوں نے اسکا مطلب سمجھتے اس کی تقلید کی۔

ویسے تو وہ تینوں اکھٹے ہی رہتے تھے اسی گھر میں کیونکہ سوہائے اکیلی ہوتی تھی ویسے بھی جہاں تک یاد پڑتا وہ تینوں اکھٹے ہی رہے تھے اپنے گھر میں بہت کم بس کبھی کبھار۔۔ وہ بھی تب جب وینیت آیا ہوتا۔

"یہ پہلی اور آخری بار تھا کہ تم دونوں نے سوہائے کو اکیلا چھوڑ دیا اگر آئندہ کبھی ایسا ہوا تو۔۔۔ تو یاد رکھنا۔ میری بہن کو اگر کچھ بھی ہوا نا تو کوئی بھی سلامت نہیں بچے گا سمجھے تم دونوں۔" اس نے سخت لہجے میں انھیں وارن کیا۔

سمیر اور سنان تو پہلے ہی جانتے تھے کہ وہ انھیں کچھ نہ کچھ ضرور کہے گا۔ وہ ان کے لئے بھی بالکل بڑے بھائی جیسا ہی تھا ہر مشکل میں مدد کرنے والا مگر سوہائے کے معاملے میں حد سے زیادہ پوزیسو۔ اسکی خاطر کچھ بھی کر سکتا تھا پھر چاہے وہ اس کے کتنے ہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قریب ہو۔

وہ دونوں اکھٹے ہی گھر میں داخل ہوئے تھے۔سامنے ہی انہیں فہیمہ سمیر کی مام نظر آئی تھیں۔

"ہائے مام! کیسی ہیں آپ؟" سمیر نے آگے بڑھ کر ان کو اپنے ساتھ لگایا تھا پھر ان کے ہاتھ چومنے لگا۔آتے جاتے تو رہتے ہی تھے مگر پھر بھی جب بھی ان سے ملتا یونہی جذباتی ہو رہتا۔

"میں بالکل ٹھیک تم دونوں اس وقت۔۔" وہ بھی انکو یوں اچانک دیکھ کر خوشگواری حیرت میں مبتلا ہو گئیں۔

"ہیلو آنٹی!" سنان نے بھی مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا اور اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ چلتے چلتے وہ لاونج تک آ گئے جہاں سیمی کے ڈیڈ بھی نیوز دیکھنے میں مصروف تھے۔

"سوہائے کیسی ہے؟ کافی دنوں سے اس نے بھی چکر نہیں لگایا۔" اس کے ڈیڈ نے ان کا حال پوچھنے کے بعد ہمیشہ کی طرح سوہا کا ہی پوچھا تھا۔آخر وہ ان کے خاندان کی اکلوتی لڑکی تھی جسکی وجہ سے سب اسے سر آنکھوں پر بٹھائے رکھتے جس پر سنان اور سیمی جیلس ہو جایا کرتے تھے۔

"ٹھیک ہے اسے کیا ہونا ہے؟"

"ویسے تم لوگ اتنی رات کو آ گئے؟"اسکی ماں نے پھر سے پہلے والا سوال دہرایا۔

"نکال دیا ہو گا۔"اس کے ڈیڈ نے مزے سے لقمہ دیا۔

"وہ وینیت بھیا آئے ہیں ناتو۔"

"اچھا وینیت آیا ہے پھر ٹھیک مجھے لگا میری بیٹی کو اکیلا چھوڑ کر آ گئے۔"

"اچھا ابھی مام ڈیڈ واپس نہیں آئے؟"سنان نے انکی باتوں کے درمیان پوچھا۔

"نہیں اگلے ہفتے واپسی ہے انکی۔"

"اچھا تو میں چلا سونے۔آج میں سکون سے سوؤں گا۔"اسنے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا وہاں سکون کی نیند نہیں آتی؟"

"سکون کی نیند وہ چڑیل سونے دے تب نا۔۔"اس نے برا سا منہ بنا کر کہا تو سمیر کے ڈیڈ کا قہقہہ بلند ہوا۔

"ہیلو آنٹی! کیسی ہیں آپ؟"سوہا تیزی سے گھر میں داخل ہوئی اور سیدھا ہی کچن میں

کک کو ہدایت دیتی فہیمہ کی طرف بڑھ گئی۔

"میں ٹھیک تم سناؤ؟"اسے اپنے سامنے دیکھ کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں بھی ٹھیک۔۔یہ دونوں کہاں ہیں؟ابھی تک سو رہے ہیں۔"اس نے متلاشی نظریں دوڑائیں اور اپنے تیئں تکا لگایا جو سہی بھی تھا۔

"ہاں دونوں اپنے اپنے کمروں میں سو رہے ہیں۔وینیت کیسا ہے وہ نہیں آیا؟"

"نہیں وینیت بھیا تو صبح ہی چلے گئے تھے ضروری میٹنگ تھی۔"اسنے سیڑھیاں چڑھتے باآواز کہا۔

وہ جب سمیر کے کمرے میں پہنچی تو وہ خلاف توقع فریش ہو کر نکل رہا تھا اسے فریش دیکھ کر اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور جلدی سے سنان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی لیکن وہ توقع کے عین مطابق بیڈ پر اوندھا لیٹا ابھی تک نیند کے مزے لے رہا تھا۔اسے یوں سوتا دیکھ اسے تپ چڑھی۔

"اٹھو یار سینو! جلدی کرو یونی نہیں جانا۔"اس نے اسے ٹھوکا دیا۔

سنان نے تیز روشنی سے تنگ آکر اپنے منہ کے اوپر تکیہ کیا اور چہرا دوسری طرف موڑ لیا۔اسے ہلتا نہ دیکھ کر سوہا کو مزید تپ چڑھی۔ سمیر بھی اس کے پیچھے وہیں چلا آیا۔

"یہ تو نہیں ایسے اٹھنے والا۔۔"اس نے بے خبر سوئے سنان کو دیکھا۔

سوہا نے غصے میں پاس پڑا پانی کا جگ اٹھایا اور سارا اس کے اوپر الٹا دیا۔اس کاروائی پر بے خبر سوتا سنان ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔بے یقینی سے اسے دیکھتا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

"کیا ہے یار؟"اس نے سوہا کو گھورا۔

"کیا! اتنی دیر سے تمہیں اٹھا رہی ہوں اور جناب کی نیند ہی پوری نہیں ہو رہی۔"اس نے اسکی کبڈ سے اس کے کپڑے نکال کر اس کی طرف اچھالے جسکا مطلب تھا کہ اب اٹھ گئے ہو سہی سے آٹھ ہی جاؤ۔

"بیٹا ناشتہ تو کر لو۔"فہیمہ نے تینوں کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھا تو پیچھے سے ہانک لگائی۔

"اٹس اوکے آنٹی ہم وہیں سے کر لیں گے۔"سوہا نے چلتے چلتے جواب دیا۔

"ویسے وہ تمہارا اجلاد صفت بھائی چلا گیا۔"سنان نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے کیا کہا میرے بھائی کو؟"سوہائے نے آنکھیں چھوٹی کیے وارن کرتے انداز میں اسے دیکھا۔"اگر آئندہ کہا نا تو پھر دیکھ لینا۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ خوبصورت چہرہ! یہ خوبصورت آنکھیں آج یوں تنہا کیوں ہیں؟" وہ سیڑھیوں پر اکیلی بیٹھی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے مدھم سرگوشی سنائی دی۔اس نے رخ موڑ کے پیچھے دیکھا تو فارس کھڑا تھا۔فارس اس کے ساتھ ہی ٹک گیا۔

"ویسے۔۔تھینک یو! اس دن۔۔لفٹ کیلئے۔"سوہا کو نا سمجھی سے دیکھتے پایا تو وضاحت کر دی۔

"ہوں اٹس اوکے۔"

"تو ہم ایک دوسرے کو انٹروڈیوز کروا سکتے ہیں۔"

"ہائے میں فارس! اور تم۔۔"اس نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا اور سوالیہ اسے دیکھا۔

"نیو کمر۔"سوہا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا یعنی کوئی ہو سکتا تھا جسے سوہا کے بارے میں نہ پتا ہو۔

"ہوں! لیکن اب تو خاصا پرانا ہو گیا ہوں۔"بات کرتے ہوئے اسکی آنکھوں میں وہی چمک تھی جو ہمیشہ سوہا کو مبہوت کر دیتی تھی۔

یقیناً اسے آئے ہوئے دو ہفتے ہو چکے تھے۔

"آئی ایم سوہا! سوہائے عالم۔"

"ویسے اپنے بھائی کے بارے میں بتاؤ۔۔"

"میرا بھائی۔۔اوہ وینیت بھیا۔"یقیناًاسے بھی اس کے بھائی کے بارے میں اگاہی مل چکی تھی۔"وہ دراصل میرے لیے زیادہ ہی پوزیسو ہیں۔"

"پوزیسو!"اس نے دہرایا۔"اور فیملی میں کون کون ہیں۔سمیر اور سنان بھی فیملی ممبرز ہی ہیں۔"

"فیملی!"اسکے چہرے کا رنگ بدل گیا۔"میرے مام ڈیڈ نہیں ہیں۔"

"اوہ سوری!مجھے بالکل پتہ نہیں تھا۔"

"اٹس اوکے!وہ تو اس وقت ہی مجھے چھوڑ کے چلے گئے جب میں صرف چھ سال کی تھی۔تب سے وینیت بھیا نے ہی مجھے پالا ہے۔اس لیے وہ اتنے پوزیسو ہیں میرے لیے۔"

"اور سمیر اور سنان میرے کزن ہیں۔"ماحول کی کشیدگی کو کم کرنے کے لیے سوہانے کہا۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

پھر یونہی چلتا رہا کبھی کبھی وہ اکٹھے بیٹھ کر باتیں کر لیتے تھے لیکن شاید اب تو یہ ریگولر

ہو گیا تھا لیکن دونوں جانتے ہی نہ تھے کہ دونوں کو ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنا کیوں اچھا لگتا ہے اب بھی دونوں ساتھ ہی بیٹھے تھے۔

"تم نے آگے کا کیا سوچا ہے؟" فارس نے خاموش بیٹھی سوہا کو دیکھا۔ "مطلب سٹڈیز کیلئے۔/"

"میں! میں ڈانس اکیڈمی جوائن کرونگی۔"

ہاں ایک یہی چیز تھی جس میں فارس نے اسے یونی میں انٹر سٹڈ دیکھا تھا بلکہ وہ ماسٹر بھی تھی۔

"ڈانسنگ! مطلب پاکستان میں تو ڈانسنگ کا کوئی فیوچر نہیں ہے۔"

"ہاں میں جانتی ہوں اس لیے میں آؤٹ آف کنڑی چلی جاؤنگی۔"

"تو تم آؤٹ آف کنڑی چلی جاؤ گی؟" فارس نے بدلے سے لہجے میں استفسار کیا تو سوہا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

دور کھڑے سنان نے دونوں کو یوں ساتھ ساتھ دیکھا تو چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ اب وہ دونوں یونہی اکثر ساتھ ہی نظر آتے تھے۔ سوہا کا فارس کی طرف بڑھتا ہوا جھکاؤ سنان کو پسند نہیں آ رہا تھا۔ وہ ان دونوں کو چھوڑ کے اس تیسرے شخص کے ساتھ کیسے باتیں کر سکتی ہے۔ پتہ نہیں کیا لیکن اس کے دل میں کچھ کھٹک رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سوہا تم اسے گروپ میں ایڈ کرنے کا تو نہیں سوچ رہی نا؟" سنان سے رہا نہ گیا تو ذرا تاؤ دیتے لہجے میں پوچھ لیا۔

پہلے تو سوہا اس کا ایسا انداز دیکھ کر ٹھٹکی پھر قدرے سنبھل کر بولی۔

"کسے؟ فارس کو! تم پاگل تو نہیں ہو گئے میں اسے کیوں گروپ میں ایڈ کرنے لگی اور ویسے بھی گروپ کا رول ہے۔۔ نو انٹری فار ادرر پرسن۔۔"

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

سوہا نے جلدی جلدی سنیکس کے پیکٹ لا کے رکھے۔ سمیر مووی سیٹ کر رہا تھا جو ابھی کچھ دیر میں وہ دیکھنے والے تھے۔ ہر ویک اینڈ پر وہ اسی طرح مووی دیکھا کرتے تھے۔

سمیر مووی سیٹ کر کے صوفے پہ آ بیٹھا گھر کی تمام لائٹس بجھا دی گئیں تھیں وہ یقیناً کوئی ہورر مووی دیکھنے والے تھے۔

"اتنے سنیکس۔۔" یقیناً سمیر کا اشارہ ٹیبل پر پڑے درجنوں سنیکس کے پیکٹس کی طرف تھا۔

"اتنے۔۔ اتنے تو اس نے اکیلے نے ہی چٹ کر جانے ہیں تم مووی چلاؤ۔" ابھی مووی کے دس پندرہ منٹ ہی گزرے تھے۔ وہ پوری محویت سے فلم دیکھنے میں مصروف تھے کہ موبائل کی رنگ ٹون نے ڈسٹرب کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اونہہ! کون ہے یہ؟" سنان سکرین پر نظریں جمائے غصے میں بولا۔

"ہاں کون ہے یہ؟ کس کا موبائل ہے؟" سوہا بھی ویسی ہی ٹون میں بولی۔

سمیر کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"میری ماں تیرا فون ہے۔" اس نے اسکا فون اس کے سامنے کیا تو اس نے کھسیانی ہو کر فون اس کے ہاتھوں سے پکڑ لیا اور ان کو ڈسٹرب نہ کرنے کیلیئے اٹھ کر باہر چلی گئی۔

"کس کا فون تھا؟" اس کے باہر جانے کے بعد سنان نے سمیر سے پوچھا۔

"اور کس کا ہو سکتا ہے اسکے عاشق کا۔" سمیر نے بظاہر سرسری لہجے میں کہا تو یعنی اسکا اندازہ سہی ثابت ہوا۔ سنان نے گلاس ونڈو کے پار کھڑی سوہا کو دیکھا جو انکو بھلائے اب فون پر مزے سے لگی ہوئی تھی۔

ساتھ ہی سویمنگ پول کے نیلے شفاف شانت پانی میں چودھویں کے چاند کا عکس جھلملا رہا تھا۔

وہ کال ختم کر کے واپس آئی تو فلم ختم ہو چکی تھی لائنز چل رہی تھیں تو یعنی اس نے ڈیڑھ گھنٹے فون پہ بات کی تھی۔

"مووی کیسی تھی؟" اس نے انکے آگے آتے سوال کیا۔

"بکواس۔۔"سنان کا دماغ تو پہلے ہی چل گیا تھا۔اسے ہلکا سا دھکا دیتا زینے چڑھ گیا۔

"اسے کیا ہوا؟"سوہا ہونقوں کی طرح اس کا بدلہ ہوا رویہ دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں چلو ہم بھی سونے چلتے ہیں کافی دیر ہو گئی ہے۔"سمیر نے بات کو بدل دیا۔

"اچھا سوہا بتاؤ تم سب سے زیادہ کس سے پیار کرتی ہو؟"فارس نے سوہا سے سوال کیا۔

"میں! میں سب سے زیادہ اپنے بھائی سے پیار کرتی ہوں۔"اس نے خوش رنگ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اور اس کے بعد؟؟؟"فارس شاید اس سے کچھ اور سننا چاہتا تھا۔

"پھر۔۔پھر سیمی اور سینو! یو نو واٹ ہم بچپن سے ایک ساتھ ہیں بلکہ تب سے جب ہم پیدا ہی ہوئے تھے تب سے ہم ایک ساتھ ہیں میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"بیتے لمحوں کو یاد کر کے اس کے چہرے پر انوکھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اور میں۔۔؟"فارس نے بے ساختہ پوچھا تو یکدم خاموشی چھا گئی۔یہ وہ سوال تھا جسکا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔وہ یونہی گنگ بس اسے دیکھتی رہی شاید اسے فارس سے ایسے کسی سوال کی امید نہیں تھی۔نجانے کیوں چوبیس گھنٹے پٹر پٹر بولتی اس لڑکی کی

اس کے سامنے بولتی بند ہو جاتی تھی۔

"ڈنر پہ چلیں؟"اب اس نے اس بات کو چھوڑ نہایت لگاؤ سے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"اور تم نے مجھے وش بھی نہیں کیا۔۔ برتھ ڈے ہے میری آج۔۔"اس نے شکوہ کیا۔

"اوہ سوری! مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔وش یو ویری ویری ہیپی برتھ ڈے آلویز سٹے ہیپی اینڈ سمائلنگ!"اس نے اسکی پر رونق مسکراہٹ کو نظروں میں رکھتے ہوئے اسکے شکوے کا مداوا کیا۔

"تو پھر چلیں؟"فارس نے ایک آس سے پوچھا۔

"ہیپی برتھڈے یار فارس!"سنان نے پیچھے سے نکل کر ایکدم ان کے سروں پر دھماکا کیا اور دونوں اپنی اپنی جگھوں پر اچھل کر رہ گئے اسکی یوں اچانک آمد پر۔۔۔

"اور یہ کیا تم دونوں اکیلے اکیلے ڈنر پر جا رہے ہو مل کے پارٹی کرتے ہیں۔کیوں کیا خیال ہے؟"اس نے داد وصولتی نظروں سے دونوں کو باری باری دیکھا۔

وہ کافی دیر سے کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔وہ جیلسی تھی یا کچھ اور اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیوں اسے ان دونوں کا ساتھ رہنا اچھا نہیں لگتا۔اسے سوہا سے محبت تھی نہ فارس سے کوئی دشمنی پھر دل میں یہ عدوت نجانے کیوں۔۔۔

"چلو چلو جلدی کرو! اٹھو یار سوہا! بھئی فارس کی فرسٹ برتھ ڈے ہے اس یونی میں

اور خاص کر ہمارے ساتھ تو ایک گرینڈ پارٹی تو بنتی ہے۔اور ہمارا تو ہاف سے ہے آج سو نو نیڈ ٹو وری۔۔"

"نہیں! نہیں! اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"فارس کو پارٹی کا آئیڈیا کوئی خاص پسند نہیں آیا وہ تو اکیلے سوہا نے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔

"ہاں پلیز چلو نا! کرتے ہیں۔"وہ تو خود اس سے جھجکتی تھی سو اٹھ گئی اور سنان کی بات منوا ہی لی۔

"تو چلو پھر پہلے شاپنگ کرتے ہیں۔"سنان نے نعرہ لگایا سوہا کے مثبت جواب نے اسے خوش کر دیا تھا۔

وہ شاپنگ مال میں گھوم رہے تھے ڈریسز سلیکٹ کرتے۔فارس نے ایک نظر سوہائے کو دیکھا جو ڈریسز دیکھتے باتوں میں مشغول تھی۔لائٹ بلیو کلر کی جینز اور ساتھ لائٹ پنک سی شرٹ زیب تن کیے اپنے سرخ رنگ بالوں کو شانوں پے بکھیرے تمام لڑکیوں سے بہت مختلف اور خوبصورت تھی۔جو بھی اسے دیکھتا اس کی محبت میں گرفتار ہو سکتا تھا۔

اس نے ایک لائٹ سی گرین کلر کا سادہ سا کام کیا ہوا گھٹنوں سے نیچے تک آتا لمبا فراک اس کے سامنے کیا۔فارس نے فراک والا ہاتھ اس کے سامنے کیا اور مسکرایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ تم پر بہت اچھا لگے گا۔۔"

"نن نہیں۔۔ مم میں نے آج تک ایسا کوئی ڈریس نہیں پہنا۔ مم میں کیسے پہنوں؟" اسنے کمزور سی دلیل پیش کی۔ ویسے یہ سچ ہی تھا اس نے آج تک ایسا کچھ پہنا ہی نہیں تھا حالانکہ میک اپ بھی کبھی کبھار ہلکا پھلکا سا ہی بس۔۔

"ٹھیک ہے! جیسے تمہاری مرضی۔" اسنے ڈریس واپس رکھ دی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"جلدی کرو یار اور کتنا ٹائم لگاؤ گے؟" سوہا نے سست سست ہاتھ چلاتے سنان کو کہا۔

"ابھی اتنا کام پڑا ہے۔"

"یار! کیا ہو گیا ہے کر تو رہا ہوں۔ تم تو ایسے کر رہی ہو جیسے پتا نہیں۔۔" اس نے کہتے کہتے فقرہ ادھورا چھوڑا۔

تمام لائٹس شٹ آف ہو گئیں۔

ٹھیک 12 بجے لائٹس کو روشن کیا گیا جب وہ خوبصورت فورپیس پہنے بالکل درمیان میں ٹیبل پر رکھے بڑے سے خوبصورتی سے سجے ہوئے کیک کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا جسکی نظریں متلاشی تھیں وہ نظر نہ آئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمام لوگ جس میں یونی کے بہت سے دوست بھی تھے اسے وش کر رہے تھے۔

"ہیپی برتھ ڈے۔" ایک نازک سی زنانہ آواز کانوں میں پڑی تو اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔ دیکھتے ہی آنکھیں خوش کن حیرت کے تحت پھیل گئیں۔

وہ اسکے عین سامنے اسکا پسند کا گیا وہی سی گرین گھٹنوں سے نیچے تک آتا فراک پہنے کھڑی تھی۔ اسے دیکھتے اسکے لبوں پے مسکراہٹ پھیل گئی۔

لمبی سی فراک کے ساتھ ہلکی سی اونچی ہیل پہنے وہ ڈگمگا رہی تھی ٹھیک سے چل بھی نہ پا رہی تھی۔ اس نے ان سب لڑکیوں کو سلامی پیش کی جو اتنی لمبی لمبی ہیلز پہنے ٹک ٹک چلتی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے لگا یہ اسکی سب سے خوبصورت برتھ ڈے پارٹی ہے۔

مجھے اچھا لگتا ہے تیرا میرے ساتھ ہونا

اچھا لگتا ہے تیرا ہنسنا میری باتوں پہ مسکرانا

میں یہ نہیں کہوں گا کہ عشق ہے تم سے

بس سانسیں روک دیتا ہے تیرا پاس نہ ہونا

ان دونوں کی حالت بھی کچھ یونہی تھی۔ بچپن سے ساتھ رہتے رہتے وہ ایک دوسرے کیلئے بہت ضروری ہو گئے تھے۔ وہ ایک ہی دل کے تین خانے تھے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے۔ چوتھا خانی ابھی ادھورا تھا مگر اس کی جگہ فارس کو دینے پر دل قطعی آمادہ نہیں تھا۔

وہ فنکشن کے بعد گھر آئی تو خاصی خاموشی چھائی ہوئی تھی جو معمول سے بالکل الٹ تھی۔ سب کے چلے جانے کے بعد بھی وہ کافی دیر فارس کے ساتھ ہی رہی تھی۔ اس بھولی سی چڑیا کا بھولا دل۔۔۔

وہ آئی تو سامنے ہی اسکی طرف پشت کیے سنان مزے بیٹھا تھا اسے لگا تو یہی۔۔ چل کر اس کے سامنے گئی تو وہ کسی مجنون دیوانے کی طرح بیٹھا سموکنگ کر رہا تھا۔ ایش ٹرے بھی تقریباً بھر چکی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا! ایسے کیوں بیٹھے ہو؟" اس نے ہنس کر ماحول کی اس شانتی کو زائل کرنے کی کوشش کی۔ اسکے جواب میں وہ کچھ نہیں بولا یونہی سگریٹ کے کش لیتا رہا۔

سوہا اسکے اس رویے پر بدکی اور بغور اسے دیکھا وہ کسی ٹینشن میں تو نہیں۔ لیکن کچھ بھی ہو جائے وہ سوہا کی بات کا جواب نہ دے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کا دل بے چین سا ہو گیا۔

"کیا ہے یار سینو! تمہارا چہرہ کیوں ایسے اترا ہوا ہے؟" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی سخت لہجے میں کہہ گئی۔

"واؤ سوہا مجھے تو یقین نہیں آتا کہ تمہیں ہماری بائیس سالہ دوستی بھول گئی۔ اس دو دن کی محبت میں۔ کیسے کر سکتی ہو تم ایسا؟" وہ تو پہلے ہی سخت تپا ہوا تھا سو پھٹ گیا۔ سوہا ٹکر ٹکر اس کا منہ دیکھے گئی۔

"ہمیں بھول جاؤ گی اپنی بائیس سالہ زندگی بھول جاؤ گی اتنی جلدی۔ تم ایسے ہم سے بغاوت کر لو گی۔ میں نے خواب میں تو کیا ایسی بات کبھی ذہن میں بھی نہ لائی تھی۔" وہ وہیں اسکے لفظوں کو جانچتی رہی۔

"چھوڑو یار سوہا! تم اسکی باتوں کو دماغ خراب ہوا ہے اسکا اور کچھ نہیں تم آؤ کافی پیو۔" برا تو سمیر کو بھی لگا تھا سوہا کا انکو چھوڑ چھاڑ کسی تیسرے کے پاس بھاگنا لیکن وہ جانتا تھا ایسی باتوں کا کیا فائدہ! سو چپ ہی رہا۔

اسنے تو کبھی یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ دونوں کیا سوچتے ہونگے۔ اسے انہیں تو یوں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے تھا کیا وہ سچ میں اپنی ان کے ساتھ ہر ہر لمحہ انکے ساتھ بتائی بائیس سالہ زندگی بھول رہی تھی۔ کیا وہ سچ میں باغی ہو رہی تھی لیکن بغاوت کا انجام تو کبھی اچھا نہیں ہوتا۔

سنان اسکے پاس سے ہوتا ہوا گزر گیا اور ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا اور اسکے آنے کا انتظار کرنے لگا لیکن وہ یونہی کھڑی رہی۔اسے شک ہوا کہیں وہ کچھ زیادہ ہی تو نہیں بول گیا تھا۔سمیر نے اسے گھورا کہ یہ اسکی ہی غلطی تھی کیا ضرورت تھی یوں غصہ کرنے کی۔ اب محبت اجازت تھوڑی مانگتی ہے۔

وہ پلٹی چہرہ مسکرا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے تو مطلب مووی دیکھنے کوئی نہیں چلے گا پھر میں کسے لے کے جاؤں؟"اس نے ہاتھ میں پکڑے سینما کے ٹکٹ لہرائے اور مصنوعی پر سوچ انداز میں کہا۔

جس پر سنان ٹھٹکا اور جلدی سے جا کر اسکے ہاتھوں سے ٹکٹ چھین لیا۔"ہم ہیں نا۔۔" تیزی سے بولا مبادا کہیں وہ فارس کو لے کر ہی نہ چل پڑے۔اس کی اس حرکت پر سوہا کی ہنسی چھوٹ گئی۔وہ یونہی تھے بنا منائے مان جانے والے۔

سنان بھی تو اسے خوش ہی دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ بس اتنا چاہتا تھا کہ وہ انہیں نظر انداز نہ کرے اور یہ بات اسنے مووی دیکھ کر لوٹتے لوٹتے کہی بھی تھی۔

"اب ٹھیک ہے!اب تو راضی ہو نا تم؟"وہ تینوں رات کے تقریباً دو ڈھائی بجے مووی دیکھ کر لوٹ رہے تھے۔ارد گرد کوئی کار کوئی سواری نظر نہیں آرہی تھی سڑک بالکل سنسان تھی۔

ریڈ فراری کار میں ڈرائونگ سیٹ پر سمیر اور اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر سوہا جبکہ پچھلی سیٹ پر سنان بیٹھا تھا۔گاڑی کی چھت نہ ہونے کی وجہ سے ہوا براہ راست ٹکرا رہی تھی لیکن گاڑی کے سامنے لگا شیشہ ہوا کو روکنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

"نہیں! یہ راضی نامے کیلیئے بہت کم ہے۔"اس نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔"ایسا کرتے ہیں لندن چلتے ہیں صرف کچھ دنوں کیلیئے۔۔"سوہا اور سمیر نے بیک وقت اسے مڑ کے دیکھا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ابھی پچھلے مہینے تو ہم نیو یارک گئے تھے اور اب پھر! تم تو سچ میں پاگل ہو۔"

"پچھلے مہینے! اے بے سنو جسے تم پچھلا مہینہ کہہ رہے ہو نا اسے تین مہینے گزر چکے ہیں۔ اور تمہیں کیا مسئلہ ہے جانے میں؟"سنان تو اسکا اعتراض سن کر بھڑک اٹھا۔

"ہاں مجھے پتا ہے تم ہم دونوں سے بڑے ہو اور بڈھے بھی ہو گئے ہو نا اس لیے شاید تمہیں کہیں جانا پسند نہیں رہا لیکن خیر میں اور سوہا تو بالکل جوان ہیں اور ہم تو جائیں گے۔کیوں سوہا!"اس نے سوہا سے استفسار کیا جو مزے سے انکی لڑائی دیکھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ ہنس بھی رہی تھی۔

وہ تینوں ایک ہی ایج کے تھے سنان اور سوہا کی برتھ ڈے بھی ایک ہی مہینے میں آتی تھی

مگر سمیر تھوڑا فاصلے پر تھا۔

"یہ جسے تم اتنا ایج ڈفرینس بنا رہے ہو نا جسکی بناء پر مجھے بڈھا کہہ رہے ہو وہ صرف چار ماہ کا فرق ہے جسے تم چالیس کا فرق بنانے پر تلے ہو۔" سمیر نے ناراضی میں کہا اسے سنان کا خود کو بڈھا کہنا پسند نہیں آیا تھا۔

سوچ کر پھر وہ لندن جانے کے بارے میں سوچنے لگے۔

جب سوہا کے موبائل پر میسج کی ٹون ہوئی اس نے دیکھا اور جواب لکھنے لگی۔ سمیر اور سنان بخوبی جانتے تھے کہ یہ کون ہے۔

"جب ہمارے ساتھ ہو تو اور کوئی بھی نہیں۔۔" سنان نے اسکے ہاتھ سے موبائل پکڑ کر آف کیا اور اپنی جیکٹ کی پاکٹ میں ڈال لیا اور سوہا سینو کرتی ہی رہ گئی۔

وہ تینوں لندن کے بہت ہی مشہور بوئز اینڈ گرلز پارلر میں بیٹھے تھے۔ تینوں ایک دائرہ سا بنائے نیم گرم پانی میں اپنے پاؤں بھگوئے ہوئے کرسی کی پشت سے سر ٹکائے باتوں میں بھی مشغول تھے ساتھ ساتھ سموکنگ بھی جاری تھی۔ سنان ایک کش لیتا اور سوہا کو پکڑا دیتا سوہا ایک کش لے کر سمیر دی دیتی اور سمیر واپس سے سنان کو یونہی یہ سائیکل جاری تھا اور تینوں ہر کسی کو بالکل بھلائے ہوئے تھے۔

جب سوہا نے فون پہ وینیت سے کہا کہ وہ ٹرپ کیلئے لندن جانا چاہتی ہے تو اس نے بنا کسی بھی تاخیر کے ان تینوں کو ٹکٹ پر پہنچا دیے تھے۔ آخر ایسا ہو سکتا تھا کہ اس کی بہن کچھ کہتی اور وہ نہ مانتا۔ اس نے ساتھ ساتھ سمیر اور سنان کو خاص تاکید کی تھی سوہا کا خیال رکھنے کی۔ وہ دوست پلس کزن ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے گارڈ ہونے کا بھی فرض نبھاتے تھے۔

یونہی وہ ایک دو ہفتوں تک لندن گھومتے رہے وہ یہاں پہلی بار نہیں آئے تھے بہت بار آئے تھے لیکن پھر بھی بار بار آتے ہی رہتے تھے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

وہ تقریباً دو ہفتوں بعد واپس آئے تھے۔ سوہا نے سوچ رکھا تھا کہ وہ فارس کو سرپرائز دے گی اپنے واپس آجانے کا۔

وہ مسکراتے ہوئے کلاس میں داخل ہوئی ادھر ادھر نظریں دوڑائیں مگر فارس نظر نہ آیا۔

عرفان (ان کی کلاس کا ہی سٹوڈنٹ) تقریباً بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"سوہا! تم نے یہ دیکھا؟" اس نے ایک کارڈ اس کے سامنے لہرایا۔

"کیا! کیا ہے یہ ؟"اس نے بدک کر پوچھا۔اسکے چہرے کے تاثرات سوہا کو کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ عرفان نے وہی کارڈ سوہا کے سامنے کر دیا۔

سوہا نے کارڈ پکڑا اور اسے دیکھتے ہی چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔وہ پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی ادھر دیکھتی کبھی اس کارڈ پر لکھے لفظوں کو اور اس کارڈ پر لکھی حرف پر یقین کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن کام تھا سوہا کیلیئے۔

وہ ایک ویڈنگ کارڈ تھا جس پر بڑے واضح حروف میں لکھا تھا۔۔

"Wedding ceremony of Faris Waleed with Natasha."

عین اسی وقت فارس کلاس میں داخل ہوا۔اسکے چہرے پر لکھی دکھ کی تحریر کو نظر انداز کرتا بالکل نارمل چلتا ہوا آ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے فارس ؟ وٹ از دس فارس ؟"سوہا نے چیخنا چاہا مگر وہ چیخ بھی نہ پائی۔

"یہ ! یہ میری شادی کا انویٹیشن ہے۔"کیسے۔۔کیسے وہ اسے بتا رہا تھا۔اسکے تاثرات بالکل نارمل تھے جیسے یہ کوئی بات ہی نہ تھی۔

"تم آؤ گی تو مجھے اچھا لگے گا۔"کہتے وہ ایک بار پھر باہر نکل گیا۔

"کیوں! کیوں؟؟؟"

چونکہ ان دونوں کے ریلیشن کے بارے میں سب ہی سمجھتے تھے تو سب ہی اسے تاسف بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔وہ بھی اس کے پیچھے باہر نکل گئی۔اس کا دل تو ابھی بھی یہ ماننے کو تیار نہیں تھا۔

"یار فارس تم ایسے کیسے۔۔۔"عمیر نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"کیا!"فارس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تم۔۔۔ایسے کسی اور سے شادی کیسے کر سکتے ہو؟"

"کیوں!اس میں ایسا کیا ہے؟"اس شخص کی بے حسی عروج پر تھی۔

اندر سے آتی آوازوں پر سوہا دروازے پر ہی رک گئی۔اندر جانے کی ہمت ہی تھی۔

"لیکن تم اور سوہا۔۔کیا تم سوہا سے محبت نہیں کرتے؟"عمیر بھی بالکل بے یقین تھا۔

"محبت!"وہ استہزائیہ بولا۔

سوہا کو لگا اس کا دل چیر ہو جائے گا۔

"تم سے کس نے کہا کہ میں۔۔"اس نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔"میں سوہا سے محبت کرتا ہوں۔"

"پھر وہ سب کیا تھا۔"

"وہ۔۔"وہ عمیر کی ناسمجھی پہ ہنسا۔"ایسی محبت تو مجھے ہزاروں لڑکیوں سے ہوئی ہے اور یہ کوئی محبت نہیں تھی ایسا ریلیشن تو میرا ہزاروں لڑکیوں سے رہ چکا ہے اور تم۔۔ تم تو یہ بات جانتے ہی ہو۔ پھر ایسے ری ایکٹ کیوں کر رہے ہو؟"آخر میں وہ ذرا غصے میں بولا۔

سوہا کو لگا وہ چھلنی چھلنی ہو چکی ہے کاش کہ وہ کچھ اور کہہ دیتا۔۔ مجبوریاں ہی بتا دیتا۔ اسکی ماں نہیں مانی۔ وہ بھی بالکل راضی نہیں ہے اس شادی کیلئے۔۔ یہ شادی اسکی مرضی کے خلاف ہو رہی ہے وہ بالکل خوش نہیں ہے۔۔ تو شاید سوہا کو اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی اسے اب اسکے الفاظ سن کر ہو رہی تھی۔

کیسے وہ اس کی محبت کا مذاق بنا گیا تھا۔ وہ لڑکی کنفیڈنٹ و مغرور لڑکی ایسے ٹوٹے گی۔

عمیر باہر نکلا ایک نظر سوہا کو دیکھا اور آگے بڑھ گیا اس کے پاس اسکی ہمدردی کیلئے کچھ بھی نہیں تھا۔

فارس باہر نکلا تو سوہا نے بھاری بوجھل آنکھوں سے اسے دیکھا۔ لال سرخ آنکھیں بے یقینی کی نمی سے بھری ہوئی تھیں۔

"دیکھو سوہا! میں اور نتاشہ بچپن سے ایک دوسرے سے انگیجڈ ہیں اور ہم ایک

دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔" فارس جانتا تھا وضاحت دینے کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ وہ سب کچھ تو سن چکی تھی۔

"اور اگر میں چاہتا بھی تو بھی میری ماما ایسا کبھی نہیں کرتی اور ایک ایسی لڑکی کو کبھی اپنی بہو نہیں بنائیں گیں جس کا کوئی بھی نہیں ہے۔ جو لڑکوں کے ساتھ رہتی ہے۔ رات کو بھی۔۔"

کون کہتا ہے کہ صرف لہجہ تکلیف دیتا ہے لیکن یہاں تو میٹھے لہجے میں تیر سے لفظوں سے اسے لہولہان کر دیا گیا تھا۔

اس نے کب سوچا تھا اس کے اتنے پاک بھائی بہن کے رشتے کو کوئی ایسے بھی تار تار کر سکتا تھا۔ وہ تو انہیں ہمیشہ سے اپنا بھائی اور وہ اسے اپنی بہن سمجھتے آئے تھے ان کے درمیان بے تکلفی تھی لیکن اس رشتے کا احترام سب سے زیادہ تھا جو خود ہی ان میں طے پا گیا تھا۔

لیکن یہ زمانہ ہر چیز کو صرف ایک ہی اینگل سے دیکھتا ہے۔ یہ زمانے والے صرف ظاہری صورت پر اعتبار کرتے ہیں باطن میں کیا ہے اس سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔

آج شام اس کے گھر شادی کے فنکشن سٹارٹ ہو رہے تھے۔

"سوہا! سوہا رکو! رکو تو سہی۔" سوہا بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھتی کمرے میں بھاگ گئی۔

دونوں بھی اسکے پیچھے ہی تھے۔ مگر اس نے انکے آنے سے پہلے دروازہ انکے منہ پہ بند کر دیا۔ وہ دونوں وہی کھڑے دروازہ بجاتے رہے۔

"اسے تھوڑا ٹائم دینا چاہیے ہمیں۔۔ پھر وہ خود ہی نارمل ہو جائے گی۔" تو دونوں وہاں سے ہٹ گئے۔

دروازہ بند کرتی سوہا وہیں ڈھے گئی دروازے سے پشت ٹکا کر۔۔۔

کچھ لمحوں بعد اٹھی سختی سے اپنے آنسو پونچھے۔ اپنی اور فارس کی کھنچی ہوئی تصویریں نکالیں اور ایک ایک کر انہیں پھاڑنے لگی۔

ساری تصویروں کو باری باری پھاڑ کر بیڈ پر پھینکا اور دراز سے لائٹر نکال لیا۔

ہاتھ میں ایک تصویر پکڑ کر اسے آگ لگائی۔ آگ دھیرے دھیرے ساری تصویر کو جلانے لگی تو اس نے وہ تصویر بیڈ پر پڑی باقی تصویروں پر پھینک دی۔

"اسے سنبھلنے میں تھوڑا ٹائم لگے گا۔" وہ دونوں اب باہر لان رکھی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

تو یعنی کہ اسکا دل سہی کہہ رہا تھا اسکی فارس کے بارے میں فیلنگز سچ ثابت ہوئی تھیں۔

کیسے وہ شخص اسکی بہنوں جیسی پیاری سی دوست کو برباد کر گیا تھا۔وہ لڑکی جس کی آنکھوں پر انہوں نے کبھی نمی بھی نہ دیکھی آج اسے کوئی رلا کر چلا گیا تھا۔

بھائی ایسے ہی تو ہوتے ہیں ہر چیز کو پہلے ہی پرکھ لینے والے۔وہ بھی ایک مرد تھا دوسرے مرد کے جذبات کو پہچانتا تھا۔وہ دونوں خود کو ہی مجرم سمجھ رہے تھے۔

"تم نے کچھ پکنے کیلیئے رکھا ہوا ہے۔"سنان نے فائر آلارم کی آواز پر پوچھا۔وہ اکثر ہی کچھ نہ کچھ بناتا ہی رہتا تھا۔

"نہیں میں تو کچھ نہیں رکھا تمہارے ساتھ ہی تو آیا ہوں میں۔"سمیر نے بھی فائر آلارم کی آواز پر چونک کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ جل تو رہا نہیں تھا پھر یہ کیوں بج رہا تھا۔

دماغ میں کچھ جھماکا ہوا تو وہ ایک ساتھ کھڑے ہوئے بیک وقت نظر سوہائے کے کمرے کی کھڑکی پر پڑی۔دونوں دیکھ کر دھنگ رہ گئے اور سوہائے کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔کھڑکی میں سے دھوئیں کے کالے بادل امنڈ رہے تھے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دونوں ہوسپٹل کے کاریڈور میں کھڑے تھے پریشان حال۔

جب وہ دوڑتے ہوئے اس کے کمرے کے قریب پہنچے تھے دروازے کی ناب کو گھمایا تو دروازہ لاک تھا۔

"سوہا! سوہا پلیز دروازہ کھولو۔" دروازے کو دھڑ دھڑاتے اسے پکار رہے تھے مگر کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔

دونوں نے ایک ساتھ دروازے کو دھکا دیا تو لاک ٹوٹ گیا۔

کمرے میں داخل ہوئے تو ہر طرف دھواں ہی دھواں تھا۔ سوہا ئے نظر نہ آئی۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے بے حس و حرکت پڑی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وینیت تیز تیز چلتا ہوا ان کے پاس آیا اور غصے سے دونوں کے منہ پر مکے برسا دیے۔

"کیسے کیسے ہوا یہ سب! کہاں تھے تم لوگ اس وقت؟ ہاں۔۔" وینیت ان پہ دھاڑا۔

"تم لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلا۔ کہاں رہتے ہو آخر۔۔" ڈاکٹر کے آنے پر وہ خاموش ہوا اور تینوں انکی طرف لپکے۔

"دیکھیں وہ ابھی خطرے سے بالکل باہر ہیں۔ اگر آپ کچھ دیر اور لیٹ ہو جاتے تو تو شاید انکا بچنا ممکن نہیں تھا۔ اچھا ہوا آپ جلدی پہنچ گئے۔ آپ کے پیشنٹ کو کچھ ہی دیر میں ہوش آجائے گا۔" ڈاکٹر کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

سوہا نے مندی مندی آنکھیں کھولیں۔وہ کسی سفید سے کمرے میں چت لیٹی ہوئی تھی ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے ہی وینیت نظر آیا اس کے پیچھے سمیر اور سنان بھی کھڑے تھے۔

"کیسی ہو میری جان؟"وینیت نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔وہ کچھ نہ بولی یونہی خالی خالی نظروں سے دیکھتی رہی۔

"یہ کیا حرکت تھی تمہیں اپنے بھائی کا خیال نہیں آیا ایسا کرتے ہوئے؟"اس نے خفگی بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو آرام کرو تم ابھی تمہارے لیے آرام ضروری ہے۔"اور اسکے بالوں پر بوسہ دیا۔

توکیا سچ میں وہ اپنے بھائی کو چھوڑ کے جا رہی تھی۔

اسے وہ وقت یاد آیا جب وہ فقط چھ سال کی تھی جب اس کے مام ڈیڈ ایک کار حادثے میں انہیں چھوڑ کے چلے گئے تھے تب سے وینیت نے خود سے پہلے اس کا خیال کیا تھا۔

اسے یاد تھا جب اسکا بھائی خود کو چھوڑ اس کیلئے بھاگا کرتا تھا۔اپنے کھانے کی فقروں کو بھول کر وقت بس اس کے لیے فکر مند۔

اسے یاد تھا جب اسکا بھائی اسے اپنے کندھوں پر بٹھایا کرتا تھا۔

اس کے بھائی نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی صرف اس کے لئے وجہ صرف سوہا۔۔۔

لیکن کیا وہ اپنے بھائی کو چھوڑ کے جاسکتی ہے۔نہیں وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتی وہ ہر سودا قبول کر سکتی ہے مگر اپنے بھائی کو چھوڑنا۔۔نہ نہ نہ کبھی بھی نہیں۔

اور وہ کونسا انہیں چھوڑ کے جارہی تھی۔

نہ اس نے انہیں چھوڑ کے جانا چاہا نہ کوئی کوشش کی تو پھر۔۔۔

پھر وہ تو صرف کسی کی یادوں سے چھٹکارا چاہتی تھی اس کے ساتھ بیتے لمحوں کی یادیں مٹا کر۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکی خواہش ابھی منہ میں ہی ہوتی تھی اس سے پہلے ہی اسے پورا کر دیا جاتا تھا جسکی وجہ سے وہ بہت خود سر ہو چکی تھی اب اتنی بڑی خواہش ٹوٹی تھی اتنی تکلیف تو بنتی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"تم دونوں سے ایک میری بہن ہی سنبھال نہیں ہوئی۔" آج انہیں گھر آئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے۔ وینیت کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا تھا۔

"پتہ دو مجھے اس لڑکے کا! جلدی! کیا نام تھا اس کا ہاں کیا نام تھا؟" کوئی اسکی بہن کو

دھوکا دے کر چلا جائے یہ کیسے ممکن تھا۔

وینیت نے پستول نکالا اور اسکی میگزین میں گولیاں مکمل کی وہ اپنے پستول کی ساری گولیاں اس کی کھوپڑی میں اتارنا چاہتا تھا۔ پستول پر گرفت سخت کی چہرہ بھی غصے سے سرخ اور بھنچا ہوا تھا۔ ملنے والی اطلاع پر ادھر کو چلنے لگا تھا۔

"بھیا رک جائیں بھیا پلیز۔"اس نے سوہا کی آواز پر سیڑھیوں پر کھڑی سوہا کو دیکھا۔

"سوہا میری جان! تم۔۔تم کیوں اٹھی؟"اب چہرے کی سختی بالکل غائب اب نرم اور شفیق بھائی کھڑا تھا۔

"اور تم مجھے اسکے لئے روک رہی ہو۔کیوں روک رہی ہو تم اب بھی اس شخص کی پرواہ کر رہی ہو جس نے تمہاری کوئی پرواہ نہیں کی۔اس شخص کو مرنا ہی ہوگا آخر جس نے میری جان کو ایسے تڑپایا ہے وہ زندہ کیسے بچ سکتا ہے۔"سوہا جو سیڑھیوں سے اتر چکی تھی اس کی بات سے ڈر کر وہ وینیت کے رستے میں آ کھڑی ہوئی۔

"بھائی پلیز اسے نہ ماریں پلیز! اگر اس نے مجھ سے محبت نہیں کی تو کیا ہوا میں نے تو کی نا اور میں جانتی ہوں ہر محبت حاصل نہیں ہوتی۔بھائی پلیز اسے نہ ماریں آپکو میری قسم۔"آنکھوں میں تیرتے آنسو بند توڑنے کو بالکل تیار تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" یہ صرف وہی جانتا تھا کہ اس نے یہ لفظ کیسے ادا کیے ہیں اس شخص

کو زندہ دیکھنا اس کیلیئے ناممکن تھا پر اپنی بہن زیادہ عزیز تھی۔"صرف تمہارے لئے۔"
مسکراتے ہوئے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں لیا اور پھر اسے خود سے لگا لیا۔

وہ تینوں اب اسکے بھائی کے ساتھ رہتے تھے۔وینیت اسے وہاں سے لے آیا تھا کیونکہ
وہ جانتا تھا اس جگہ پر رہ کر وہ نارمل نہیں ہو پائے گی۔ان دونوں کو بھی ساتھ لے آیا تھا
ان پہ جتنا بھی غصہ کرتا مگر جانتا تھا وہی دو اسے خوش رکھ سکتے ہیں۔

وہ یونہی تن تنہا لان میں کھڑی تھی۔اسکا دل نجانے کیوں سنبھل ہی نہیں پا رہا تھا۔
اذیت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

"سوہا یہاں کیوں کھڑی ہو چلو کھانا کھائیں۔"سمیر نے آ کے اسے نرم سے لہجے میں
کہا۔

"اور تمہارا جوتا کہاں ہے اتنے تپتے فرش پر ننگے پاؤں پھر رہی ہو۔"اسکے کہنے پر اسے
جیسے ہوش آیا۔

تو کہا وہ اتنی گرمیوں کی دوپہر میں تپتے فرش پر ننگے پاؤں تھیں مگر اسے تو کوئی جلن
محسوس نہیں ہوئی تھی جواب ہو رہی تھی۔

وہ کتنی دیر سے ننگے پاؤں تھی اس تپتے ہوئے فرش پر موجود تھی جو پیروں کو جلا رہا تھا۔

اسس دردِ دل کی سفارش

اب کر دے کوئی یہاں

کہ مل جائے اسے وہ بارش

جو بھگا دے پوری طرح

وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"سوہا کھا کیوں نہیں رہی اچھا نہیں لگا؟" سمیر نے اسے یونہی چمچہ پکڑے دیکھا تو رہا نہ گیا۔وہ کب سے بس اسی طرح بیٹھی تھی۔بس ایک دو نوالے ہی لیے تھے۔سمیر نے ایک شامی کباب اسکی پلاؤ بھری پلیٹ میں رکھا سوہا نے دیکھا مگر پھر ویسے ہی۔

پہلے تو وہ فین تھی سمیر کے ہاتھ کے بنے کھانوں کی۔ویسے بھی گھر میں وہی دونوں ہی کھانا بنایا کرتے تھے نہیں تو منگوالیا جاتا تھا۔سوہا نے آج تک خود سے کچھ بھی نہیں بنایا تھا۔اسے تو کوکنگ نام کی بھی نہیں آتی تھی۔

"جلدی کرو یار۔۔بہت بھوک لگی ہے۔" سوہا نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دہائی دی۔

"ہاں تو ادھر آؤ اور یہ سب اٹھا کے ٹیبل پہ رکھو۔" سمیر کی بات پہ سوہا نے منہ بنایا۔

"اف یار اتنے مزے کی! قسم سے یار بہت بھوک لگی تھی۔" سوہا نے جلدی جلدی

بریانی کھاتے ہوئے کہا۔ تقریباً پانچ منٹوں میں ہی وہ آدھی پلیٹ ختم کر چکی تھی۔

"تمہیں تو ناریسٹورنٹ کھول لینا چاہیے۔ قسم سے بہت چلے گا یقین مانو۔"

"ہاں تمہارے ریسٹورنٹ کی پہلا اور آخری کسٹمر پتہ ہے کون ہوگا۔۔ سوہائے عالم!" سنان نے اسے اس طرح ٹھونستے دیکھ کر کہا۔

"ہاں تو بھئی میں تو آؤ گی اور یاد رکھنا فری میں پیسے ویسے میں نے کچھ نہیں دینے۔۔" سوہا نے بھی مزے سے جواب دیا۔

پہلے وہ کتنی بے فکر زندگی گزارا کرتے تھے۔ نہ کسی بات کی ٹینشن تھی نہ کوئی پرابلم۔

لیکن اب۔۔ اب اسکی زندگی اتنی ویران سی کیوں ہو گئی تھی۔

اس نے ماضی کی یادوں سے سر جھٹکا پلاؤ کی بھری ہوئی پلیٹ کو دیکھنے لگی۔

"چلو سوہا آجاؤ!" وینیت نے اپنے سے کچھ فاصلے پہ کھڑی سوہا کو بلایا۔ وہ چلتے ہوئے اس کے برابر میں آکر رک گئی۔ سامنے ہی ایک بد قسمت اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔

"پلیز! پلیز مجھے جانے دو۔ مجھے معاف کر دو۔۔ غلطی ہو گئی۔ خدا کے لئے جانے دو۔۔ پلیز پلیز۔۔" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا گڑگڑا رہا تھا۔

لیکن وہ جہاں تھا وہاں معافی نہیں ملتی تھی اور اس نے جو کیا تھا اس کے بعد تو معافی کا لفظ ہی ختم ہو جاتا تھا۔

"تم نے سرِ راہ میری بہن کو ہاتھ لگایا۔ میں یہ ہاتھ توڑ دونگا۔" وینیت کا غصہ عروج پر تھا۔

آخر کوئی اسکی بہن کو گندی نظروں سے دیکھے تو وہ اس کی آنکھیں نکال دے اور اس نے۔۔اس نے تو اس کی بہن کو ہاتھ لگایا تھا اسے سرِ راہ چھیڑنے کی کوشش کی تھی تو اسے معافی کیسے مل سکتی تھی۔

وینیت نے سوہا کو پستول پکڑایا۔ جسے اس نے مضبوطی سے تھام لیا اور اسکا رخ اس شخص کی طرف کر دیا۔

سمیر اور سنان ان سے کچھ فاصلے پر کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ وہ بھی انہی کے خاندان کا حصہ تھے مگر یہ دونوں بھائی بہن۔۔ کسی غلطی کی معافی نہیں۔ کوئی رعایت نہیں۔ یہ سب دیکھتے ہوئے ان کے دل دہل جاتے تھے۔

"پلیز۔۔پلیز خدا کے لئے۔۔خدا کے لئے چھوڑ دو۔۔ مم میں۔۔۔" ابھی اس کے لفظ منہ میں ہی تھے کہ گولی سیدھی اس کے دل میں پیوست ہو گئی۔ خون کی ایک پھوار نکلی پھر خون اس کے کپڑوں سمیت فرش کو رنگتا گیا۔

سوہا کا نشانہ بالکل ٹھیک جگہ پہ لگا تھا سیدھا اس کے دل میں۔ وینیت نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

چہرے ہر کسی قسم کے تاثر سے عاری تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو لیکن یہاں ہر کسی کا حساب لے لیا جاتا ہے۔

وہ ایک پل رکی ان کے چہروں کو دیکھا پھر آگے بڑھ گئی۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

محبت انسان کو مجرم بنا ڈالتی ہے مگر کبھی کبھی ہم دل لگی کو محبت سمجھ بیٹھتے ہیں۔

وہ بہترین شاپنگ مال سے شاپنگ کر کے آ رہی تھی۔ وہ اب قدرے بہتر ہو گئی تھی۔ زندگی کی طرف لوٹ رہی تھی اس لیے اکیلی شاپنگ کرنے چلی آئی یہ جانے بنا کہ زندگی اس کے ساتھ بڑا کھیل کھیلنے والی ہے۔

وہ ابھی اپنی کار کے قریب ہی پہنچی تھی جب کسی نے پیچھے سے اسکے منہ پر دوا لگا رومال رکھ دیا۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

وہ ابھی اپنی کار کے قریب ہی پہنچی تھی دیکھا تو ٹائر پنکچر۔ اسے جی بھر کے غصہ آیا۔ شام ہو رہی تھی اس نے ٹیکسی کے لئے ادھر ادھر سڑک پر نظریں گھمائیں۔

وہ بالکل اپنے ہونے والے حالات سے انجان سڑک پر دیکھ رہی تھی کہ شاید کوئی ٹیکسی مل جائے کہ کسی نے پیچھے سے ایک رومال اس کے منہ پہ رکھ دیا۔

وہ اس اچانک افتاد پر بوکھلائی اور اپنے نازک ہاتھوں سے ان بھاری بھر کم ہاتھوں کو اپنے منہ سے ہٹانے کی ناکام کوشش کرنے لگی مگر رومال پر لگی دوا جلد ہی اسے حوش و حواس سے بے گانہ کر گئی۔

"رات کے آٹھ بجنے والے ہیں اور سوہا کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں اور وہ سالا انسپکٹر رپوٹ بھی نہیں درج کر رہا۔" اس کی غصے سے بھری آواز سے سارے در و دیوار ہل گئے۔

"وینیت بھائی! آپ ٹینشن نہ لیں وہ۔۔ وہ ٹھیک ہی ہو گی۔" اس نے بالکل کھوکھلی امید سے کہا۔ نجانے وہ کہاں چلی گئی تھی کسی کو کچھ علم نہیں تھا۔

وہ وہاں سے ہر جگہ دیکھ چکے تھے بندے بندے سے پوچھ لیا تھا مگر۔۔ مگر کسی کو کوئی خبر نہیں۔ وینیت جلے پیر کی بلی بنا چکر پہ چکر لگا رہا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔ اسکی جان سی بہن نجانے کہاں تھی۔

سوہائے کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ کسی پنجرے میں قید ہے۔ یکدم سے دوا کا سارا اثر

زائل ہو گیا تو پھٹی پھٹی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ ایک کمرے کے بیچوں بیچ موجود تھی۔ کمرہ کے آگے سلاخیں لگا کے اسے قید خانہ سا بنا دیا گیا تھا۔

اس نے دیکھا تو وہ اکیلی نہیں تھی وہاں اس جیسی اور بھی لڑکیاں موجود تھیں۔ جو خود وحشت وخوف سے نیلی پڑ چکیں تھیں۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کے ساتھ یہاں کیا ہونے والا ہے۔

وہ کوئی عجیب سی بند سی جگہ تھی۔

اس نے سامنے دیکھا تو وہاں کئی مرد پھر رہے تھے یقیناً ان میں سے ہی کوئی ہو گا جو اسے یہاں لایا۔

اس نے پنجرے میں بند ساری لڑکیوں کو دیکھا خوف سے اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔

وہ جانتی تھی اس کے ساتھ کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔ ساری لڑکیاں ہی اپنی قسمت پر ماتم کناں تھیں۔ وہ چیختیں گڑگڑاتیں مگر وہاں انکی سننے والا کوئی نہیں تھا۔

''آؤ آؤ میرے بھائی آؤ۔'' وہاں سامنے ہی کرسی پر بیٹھے ایک شخص جو سگریٹ پینے میں مصروف تھا نے ایک شخص کو پکارا۔ ''آ جا قیس۔۔ میرے بھائی۔۔'' قیس چلتا ہوا اس کے پاس آ کر رک گیا۔ لمبا دراز قد چوڑی پشت۔۔ قیس نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو اتنی ساری لڑکیوں کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔

"زمی! یہ اتنی لڑکیاں۔۔"اس نے پھر سے رخ دوسری طرف موڑلیا۔

"کیسالگا سرپرائز؟ دیکھ کتنی لڑکیاں مل گئیں اور دیکھ تو ساری کی ساری ایک دم جوان اور خوبصورت ہیں۔"زعیم نے خباثت سے مسکراتے ہوئے ان لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا اب سب کو یہ تو علم ہو ہی چکا تھا کہ انکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔وہ لڑکیوں کو اغوا کر کے انہیں بیچنے والا کوئی گروپ تھا۔

قیس نے پھر سے پیچھے ان قسمت ماریوں کو دیکھا کس قدر خراب قسمت تھی انکی جو وہ انکے ہتھے چڑھ گئیں تھیں۔

اس کا چہرہ کسی بھی جذبات سے عاری تھا۔آنکھوں میں ایک دکھ کی رمق سی محسوس ہورہی تھی۔

قیس کی نظر ان تمام لڑکیوں کے بیچوں بیچ بیٹھی سوہا پر رکی اور اٹک گئی۔

بلو یا بلیک جینز اسے سمجھ نہیں آیا کہ آیا وہ ڈارک بلو جینز ہے یا پھر بلیک اور اس کے ساتھ پہنی ہوئی ریڈ ٹی شرٹ جو اب بالکل اپنی پہچان کھو چکی تھی اور اسکے اوپر سے شکستہ حال اور سفید پڑتا چہرہ۔

اسے نجانے کیوں دکھ ہوا۔باوجود کوشش کے اس سے نظریں نہیں ہٹیں وہ اسی پہ نظریں جمائیں کھڑا تھا جب سوہا نے اس کی طرف دیکھا ایک پل کو دونوں کی نظریں

ملیں تو اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"اب بس جلدی سے اچھی سی ڈیل ہو جائے تو مزا آ جائے گا اور تم تو جانتے ہی آجکل جوان اور خوبصورت لڑکیوں کی ڈیمانڈ زیادہ ہے تو مجھے امید ہے ان سے ہمیں اچھا فائدہ ہو جائے گا۔" غلیظ نظروں سے انہیں دیکھتا خباثت سے مسکرایا۔

"لیکن خطرہ بھی تو ہے۔" قیس اسکے سامنے والی کرسی پر ٹک چکا تھا۔ایک بھٹکتی سی نگاہ ان پہ بھی ڈال دیتا۔

"خطرے کی تم ٹینشن نہ لو میرے یار وہ ہے نا ہمارا شیر سنگھ وہ سب سنبھال لے گا۔ بھئی اسی لیے تو ان حرام خور پولیس والوں سے دوستیاں لگائیں ہیں آخر سالے اب کام نہیں آئے گے تو کب آئیں گے۔"

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"پلیز ہمیں جانے دو۔۔ جانے دو۔۔ چھوڑ دو ہمیں۔" وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی مگر کسی پہ کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ زعیم اس وقت آنے والی تمام لڑکیوں کو دیکھ رہا تھا۔

وہ اور قیس زیادہ سے زیادہ بھی چھبیس ستائیس کے تھے اور ایسے دھندے میں بالکل نا تجربہ کار لگتے تھے صرف لگتے ہی تھے بلکے یوں کہنا چاہیے کہ زعیم کا تو یہ خاندانی بزنس تھا۔

اور قیس۔۔ قیس کا نہ تو یہ کوئی خاندانی بزنس تھا نہ اس کے دل میں کھوٹ تھی مگر وہ پھر بھی اس مکروہ کھیل میں اس کا ساتھ دینے پر مجبور تھا۔ پچھلے پانچ سالوں سے وہ اس کے ساتھ تھا مگر پھر بھی اسکا دل میلا نہیں ہوا تھا اس کی نظروں میں کبھی گندگی نہیں اتری تھی۔

"پلیز مجھے جانے دو۔۔ مجھے جانے دو۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔ تم لوگوں کو جتنے پیسے چاہیے وہ میرا بھائی دے دے گا۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔۔ مجھے جانے دو۔ میری زندگی۔۔" آنسو اس کی آواز کو روک رہے تھے۔ "میری زندگی برباد ہو جائے گی پلیز۔۔"

اس کا بس دل چاہ رہا تھا کہ کوئی بس اسے ایک دفعہ یہاں سے نکال دے بس ایک دفعہ لیکن جانتی تھی یہاں سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

"ہاہاہا۔۔" اسکی گرگراہٹوں پر زعیم نے بھرپور قہقہہ لگایا۔

"نہ میری جان نہ۔۔ ہمیں پیسوں کے لئے تمہارے بھائی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تو ایسے ہی بہت پیسے ملیں گے۔۔ بہت سا پیسہ۔۔ یہ تمہارا حسن ہے نا یہ دے گا ہمیں پیسہ۔۔" وہ خباثت سے ہنستا اور اس کے چہرے کو دیکھتا ہوا بولا۔

اپنی گندی انگلیاں اس کے چہرے پہ پھیریں تو پیچھے کھڑے قیس کو نجانے کیوں آگ لگ گئی اس کا شدت سے دل چاہا کہ اس کا وہ ہاتھ توڑ دے مگر خود پہ ضبط کیے کھڑا رہا۔

آج اس کو یہاں قید ہوئے چوتھا دن تھا اور ہر دن بچ نکلنے کی امید کم ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ کی کئی لڑکیاں بک چکی تھیں ہر چڑھتے دن کے ساتھ اس کا دل مزید خوف میں ڈوب جاتا راتیں بھی کچھ کم ڈراؤنی نہیں تھیں کب ان غلیظ مردوں میں سے کوئی اسے نوالہ بنا کے نگل گیا خوف تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی ایسے ہی ویران آنکھوں سے جاگتی رہتی۔ مصیبت کیا ہوتی ہے مشکل کسے کہتے ہیں یہ اب اس نے جانا تھا۔

اللہ سے گڑگڑا کے دعائیں کرتی۔

پنجرے نما کمرے کے ایک کونے میں دیوار سے ٹیک لگائے اپنے حال پر رو رہی تھی۔

"یا اللہ جی پلیز۔۔مجھے یہاں سے نکال دیں۔۔پلیز اللہ جی۔۔آپ تو سب کی مدد کرتے ہیں۔" کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

شاید اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار اللہ کو پکارا تھا۔اس سے دعا کی تھی اور اس سے کی گئی دعائیں کبھی رد تو نہیں ہوتیں۔ لیکن ہر انسان اپنے کیے کا خمیازہ ضرور بھگتتا ہے۔

"آ جا میرے یار! تو اس کاروبار میں ہو کے بھی اتنا شریف کیوں ہے۔آ جا تو بھی ہماری طرح موجیں کر۔۔عیش عوش اڑا۔۔دیکھ تو فری میں اتنی لڑکیاں ہیں زندگی کے

مزے لے جوانی انجوائے کر۔۔"شاید زمی سے اسکی شرافت ہضم نہیں ہوتی تھی۔

"نہیں میں ایسا ہی ٹھیک ہوں۔" قیس نے سرعت سے انکار کر دیا اور ادھر دیکھا جہاں اس کی نظروں کا قرار رہتا تھا۔

زمی نے بھی اسکی نظروں کا تعاقب کیا تو ہونٹ آپو آپ مسکرانے لگے۔

اپنی چوری پکڑے جانے کے ڈر سے اس نے فوراً نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"چل بیٹا تو بھی کیا یاد کرے گا۔۔اوئے اس لڑکی کو باہر نکال۔" اس نے بات کرتے کرتے اپنے پاس سے گزرتے شخص کو حکم دیا۔

"لے آج سے یہ لڑکی تیری موجیں کر۔۔ویسے میں یہ لڑکی کسی کو دینا نہیں چاہتا تھا خوبصورت تھی سب سے زیادہ اچھا مول لگنا تھا اسی لئے تو اب تک بچا کر رکھی تھی مگر چل۔۔تو میرا یار ہے رکھ لے اسے۔اوئے اس لڑکی کو قیس کے کمرے میں چھوڑ کے آؤ۔"

اس کے حکم پر دو لڑکے سوہا کو گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگے اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ خود کو چھڑا پاتی۔

"لیکن۔۔۔لیکن۔۔" قیس کے منہ سے نہ ہی نہ نکلا۔اچھا تھا اس کے پاس رہے گی تو محفوظ رہے گی۔

وہ بھی سر جھٹکتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

دو لوگ اسے زبردستی گھسیٹتے ہوئے ایک کمرے میں چھوڑ گئے۔ وہ دروازے کی طرف لپکی مگر دروازہ اس کے منہ پر کھٹاک سے بند ہو گیا۔ وہ وہی کمرے کے بیچ میں بیٹھ گر سی گئی۔

آنسو بہانے کے کچھ دیر بعد اب اس نے کمرے کی طرف دیکھا تھا۔ اس قدر گندی جگہ پر اتنا صاف ستھرا اور خوبصورت کمرہ۔ کمرہ حالانکہ کہ اتنا بڑا نہیں تھا مگر پھر صاف رکھا گیا تھا۔ کمرے کے بیچوں بیچ ایک سنگل بیڈ پڑا تھا۔

کمرے کو دیکھتے ہوئے وہ اپنے حالات کو یکسر بھولی ہوئی تھی۔ وہ اپنے حواس میں تب لوٹی جب دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز آئی۔

اس کا دل بری طرح دھڑکنے لگا۔ آنکھوں میں نمی پھر سے چمکنے لگی۔

آنے والا آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ سوہا کی اس طرف پشت تھی۔

قیس نے کمرے کے بیچ میں لٹی پٹی بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی اس کے دل کو نجانے کیا ہو جاتا تھا۔

اس نے سگریٹ کی ڈبی میں سے ایک سگریٹ نکالی۔اور اسے لائٹر کا شعلہ دکھایا اور پھر سکون سے سگریٹ کے لمبے لمبے کش لینے لگا۔

باہر رات گہری ہوتی جارہی تھی اور اس کے دل میں بھی پل پل اندھیرا چھارہا تھا۔اس نے کبھی نہ سوچا تھا کہ زندگی کے کسی موڑ پہ وہ یوں بے بس ہو گی۔وہ دوسروں کی آنکھیں نکال دینے والی کسی کا یوں تر نوالہ بننے والی ہو گی۔

قیس کرسی سے اٹھا چلتے ہوئے اس کے قریب آیا اور کہنی کے اوپر سے بازو سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔

سوہا جی جان سے تڑپ گئی۔آنکھیں بھل بھل آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔

"مجھے جانے دو۔۔پلیز مجھے چھوڑ دو۔۔پلیز جانے دو۔۔" وہ اس کے ارادوں سے بے خبر اس کی گرفت میں مچلنے لگی۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کا قتل کر دے مگر مقابل کی گرفت زیادہ سخت تھی اور وہ کچھ بھی ایسا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔

قیس نے اسے یوں مچلتے دیکھ کر سختی سے پیچھے دیوار سے لگا یا۔

سوہا نے موقع دیکھے بنا اس کے سینے پہ ہاتھ جمائے اور اسے اپنی پوری قوت سے دھکا دے دیا۔

اس اچانک حملے کے لئے قیس بالکل بھی تیار نہیں تھا گرتے گرتے بچا۔

سوہانے موقع غنیمت جانا اور دروازے کی طرف دوڑ لگائی۔

اس سے پہلے کے وہ دروازے تک پہنچتی قیس نے اسکی کلائی سختی سے جکڑ لی۔

سگریٹ نوشی اور رت جگے سے اس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی لالی موجود تھی۔اسکا تو خود پہ بس نہیں چل رہا تھا اس کے سامنے اور وہ لڑکی اس کا ضبط آزما رہی تھی۔

اس نے اسے کلائی سے کھینچ کر سیدھا کیا۔اس کا روتے ہوئے سرخ و سفید چہرہ اس کے سامنے تھا۔وہ اسکی آنکھوں میں ڈوبتا ہی چلا گیا۔یوں بے بس ہو کر اسے اپنی اور کھینچا اور اس کے فرار کے سارے راستے بند کر دیے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بیڈ پہ بیٹھی مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔وہ اس کی زندگی،اسکی عزت برباد کر کے وہاں سے جا چکا تھا۔آج اسکی عزت اس سے چھین لی گئی تھی اس مغرور لڑکی کو ایسے توڑا گیا تھا کہ وہ کرچی کرچی ہو گئی تھی۔

ایسا کچھ ہو گا اس کے ساتھ اس کا تو اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔بلکہ کبھی خواب و خیال میں بھی گمان نہ کیا تھا کہ اس کی زندگی میں کچھ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

لیکن کیا ہے نا ہر انسان کو اپنے کیے کا بدلہ دینا ہے۔ یہ دنیا مکافاتِ عمل کی جگہ ہے۔ یہاں آپ کے ساتھ بھی وہی ہوتا ہے جو آپ دوسروں کے ساتھ کرتے ہیں۔اس کے ساتھ بھی وہی ہوا تھا اس سے بھی اس کے گناہوں کا بدلہ لیا گیا تھا۔

اس پل اسے کیا کیا نہ یاد آیا تھا۔اسکے سارے گناہوں کی تفصیل اس کے آگے چکرانے لگی۔

وہ جب وہ اور سیمی اور سنان مل کر وہ گناہ کیا کرتے تھے۔ایک لڑکی ہو کر وہ لڑکیوں کی عزتیں برباد کرنے میں ان کے ساتھ برابر کی شریک ہوتی تھی۔

وہ ان کے ساتھ لڑکیوں کو کبھی زبردستی اور کبھی محبت کا جھانسہ دے کر پکڑنے میں ہمیشہ سے انکے ہمقدم رہی تھی۔آج تک کوئی لڑکی انہیں پسند آئی ہو اور وہ انہیں نہ ملی ہو۔

"یہی لڑکی ہے۔" سمیر نے خالی سڑک پر چلتی ہوئی ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"ہون! تو مطلب شکار زیادہ دور نہیں ہے۔" سوہا نے نظریں اس لڑکی پر جماتے مزے سے انگلیاں چٹکاتے ہوئے کہا۔

آخر اس کے بھائیوں نے کسی چیز کی خواہش کی ہو اور وہ پوری نہ ہو۔

گاڑی اس لڑکی کے قریب روکی سوہا نے جلدی سے اتر کر پیچھے سے اس کے منہ پر دوا لگا

رومال رکھا اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کچھ کرتی دوا نے اپنا اثر دکھایا اور وہ لڑکی ہوش سے بے گانہ ہو گئی تو سوہا نے اس لڑکی کو گاڑی میں پٹخا۔اور خود بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ انہیں کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

اپنی کاروائی کے مکمل ہو جانے پر اب وہ خوشی خوشی واپس جا رہے تھے۔

وہ کافی وقت سے کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔اسے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس کی غلطی کیا ہے اسے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔

کوئی آیا اور اس کے منہ پر بندھی پٹی کو نیچے کھینچا۔ جس سے پہلے وہ کھانسنے لگی اور پھر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

"ہائے! ویلکم! کیسا لگ رہا ہے یہاں آکر؟" کسی نے پیچھے سے زنانہ آواز میں کہا پھر وہ چلتی ہوئی اس کے آگے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

سوہا نے بغور اس لڑکی کو دیکھا آنکھوں میں چمک ابھری جیسے کہنا چاہتی ہو۔۔واہ بھئی! چوائس اچھی ہے۔

"ہاں تو مس ہانیہ کیسا لگا آپ کو یہاں آنا؟" وہ جو کوئی بھی تھی اس کا نام بھی جانتی تھی۔ اس نے اپنا خشک گل تر کیا۔

سوہا منہ پہ مسکراہٹ سجائے اس کے رنگ اڑے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ابھی تو اس

چہرے کے مزید رنگ اڑنے باقی تھے۔

"کک کیوں لائی ہو مجھے یہاں۔۔ کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا۔۔ مم میں۔۔ میں تو تمہیں جانتی بھی نہیں ہوں۔۔ تو کیوں لائی ہو مجھے یہاں۔۔ کیا چاہیے تمہیں؟"

"شش۔۔" اسکے یوں مسلسل بولنے سے تنگ آکر سوہا نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"تم مجھے نہیں جانتی لیکن میں تو تمہیں جانتی ہوں۔اور ڈونٹ وری می تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔" سوہا نے زرا رک پھر سے اپنی بات جاری رکھی۔ "بس ایک کام ہے تم سے اگر تم بخوشی وہ کردو گی تو اچھی رہو گی ورنہ۔۔۔"

"کیسا کام؟" اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"بس ایک رات۔۔" سوہا نے دوبدو جواب دیا۔

اس کے الفاظ سن کر اس کی جان نکل گئی اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑی استہزائیہ مسکراتی لڑکی کو دیکھا۔

"وہ کیا ہے نہ کہ میرے بھائی پلس بہترین سے دوست کو تم پسند آگئی ہو،اور وہ تمہیں چاہتا ہے۔اب کیا کروں بھائی پلس فرینڈ نے پسند کیا ہے بات تو ماننی ہی تھی نہ۔۔ اب تم بھی جلدی سے بات مان لو تاکہ یہ سارا جھنجھٹ ختم ہو اور دیکھو پیار سے کہا ہے تو مان

جاؤ ورنہ مجھے زبردستی کرنی بھی آتی ہے۔" سوہا نے اسکی کرسی کی دونوں اطراف اپنے بازو رکھے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جہاں ڈر اور خوف واضح تھا۔

"نن نہیں پلیز مجھے جانے دو۔۔ میری عزت برباد نہ کرو۔۔ پلیززز۔۔" وہ بلکنے لگی۔

"شش۔۔ چپ۔۔ تمہاری کوئی عزت خراب نہیں ہو گی اور تم چاہو تو تمہیں جتنے پیسے چاہییں ہم وہ بھی تمہیں دے سکتے ہیں۔"

"نن نہیں۔۔ مجھے جانے دیں۔ مجھے میرے گھر جانا ہے پلیز۔۔ پلیززز۔۔ آپ بھی تو ایک لڑکی ہیں مجھے جانے دو۔ میری عزت خراب ہو جائے گی۔ مم میں لالچی نہیں ہوں جو لالچ میں آجاؤں گی۔۔ تم جیسی لڑکیاں ہی ہیں جو عورتوں کی عزت کو بدنام کرتیں ہیں۔" سسکتے سسکتے آخر میں وہ چلا اٹھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی وہ بہت غلط جگہ بول رہی ہے۔

سوہا ئے نے اسکی بکواس سے تنگ آکر ہاتھ اٹھایا تو پڑنے والا طمانچہ اسکی بولتی بند کروا گیا۔

"بہت بکواس کر رہی ہو تم۔۔ تم سے کہا تھا سیدھے سے بات مان لو ورنہ اپنی بات منوانا سوہا ئے عالم کو بہت اچھی طرح آتا ہے۔" سوہا غصے میں غرائی۔

"یار کیا بکواس ہے لے جاؤ اسے۔۔" سوہا نے تنگ کر انکی طرف دیکھے بغیر قریب

کھڑے سمیر اور سنان سے کہا لیکن یہ حکم خاص سمیر کے لئے تھا۔

وہ انکی دوستی اور انکی خواہش پوری کرنے کے چکر میں صحیح اور غلط بھی بھول چکی تھی۔ وہ یہ بھی بھول چکی تھی کہ وہ بھی ایک لڑکی ہے اس کی بھی کوئی عزت ہے اس کے ساتھ بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ اپنی طاقت کے نشے میں سب کچھ فراموش کر بیٹھی تھی۔

وہ شاید بھول گئی تھی کہ اگر وہ یہاں پکڑی نہیں بھی گئی ہے تو وہ آسمانوں میں بیٹھا خدا سب دیکھ رہا ہے اس کے پاس ہر چیز کا حساب ہے وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

اسے اس وقت کیا کیا یاد نہ آیا تھا اپنی ہر غلطی اپنا ہر گناہ۔ جسے آج تک اس نے کچھ سمجھا ہی نہیں تھا۔ لیکن اس اوپر والے نے اسے اونچا اڑا کر نیچے پٹخا تھا۔

"یا اللہ مجھے معاف کر دیں۔ اللہ جی پلیز مجھے معاف کر دیں۔ مجھے یہاں سے نکال دیں مجھے اپنے بھائی کے پاس جانا ہے۔ اللہ جی میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔" وہ دیوانہ وار روتی ہوئی بول رہی تھی۔ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہی ہے لیکن اس کا دل اس کا دل بول رہا تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا۔

یونہی ہر کسی کو اپنے گناہوں کی سزا ملتی ہے وہ اپنے گناہوں کا بدلہ اس دنیا میں بھی چکاتا ہے اور پھر اس آخرت میں بھی۔ لیکن وہاں اس آخرت کے عذاب زیادہ دردناک

ہیں۔

چند لوگ اسی دنیا میں اپنی غلطیوں کو پہچان لیتے ہیں۔ یہ اللہ کا خاص کرم ہے ان پہ۔ یعنی اللہ چاہتا ہے کہ وہ سدھر جائیں۔ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اسکی طرف لوٹ آئیں۔

اسے اس بات کی بھی خوشی ہو رہی تھی کہ اللہ نے اسے چنا اور اس کی غلطیوں کو اسکے گناہوں کو اسکے سامنے لا کھڑا کیا۔ اسکی آنکھیں کھول دی گئیں اسکا دل روشن کیا گیا۔

یہ یقیناً اس کی کسی نیکی کی وجہ سے تھا مگر وہ جہاں تک نظریں دوڑاتی اسے تو کوئی نیکی نظر ہی نہ آتی بس گناہ ہی گناہ تھے سر اٹھائے کھڑے ہوئے۔

لیکن وہ رب ہم سے بہتر جانتا ہے ہماری کوئی چھوٹی سی نیکی بھی کب اسے پسند آ جائے وہ تو بس موقع کی تلاش میں ہے کب اس کے بندے صدق دل سے اس سے معافی مانگیں اور اس کی طرف لوٹ آئیں۔

وہ اب وقفے وقفے سے سسکاری بھر رہی تھی لیکن اس کا دل مطمئن ہوتا جا رہا تھا۔

"بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

"کیسے! کیسے! کیسے کر سکتا ہوں میں ایسا۔ میں کسی کے ساتھ کیسے کر گیا یہ سب؟؟"

وہ غصے سے اپنے بال نوچ رہا تھا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنا کچھ کر ڈالے۔

اس قدر گندی جگہ پر رہ کر بھی اس نے خود پہ قابو رکھا تو پھر آج اسے کیا ہو گیا وہ کیوں اس لڑکی کے سامنے خود پہ قابو نہیں رکھ پایا۔

"وہ کیسے کسی لڑکی کی عزت پامال کر سکتا ہے وہ بھی وہ جس سے اسے محبت ہونے لگی۔ وہ ایسا شیطان کیسے ہو سکتا ہے۔۔" وہ رو دینے کو ہو گیا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سوہا اسکی آمد پہ ڈر گئی۔ اور خود میں سمٹ گئی۔

آنکھیں رات بھر رو رو کر سوجھ چکی تھیں لیکن اس کی آنکھوں کی سرخی بھی رت جگے کا پتہ دے رہی تھی۔

وہ اسکی طرف آیا تو جلدی سے بیڈ سے اتر گئی آنکھیں ٹپ ٹپ آنسو بہانے لگی۔

"پلیز کچھ مت کرنا میرے ساتھ۔۔ مجھے جانے دو۔۔ پلیز پلیز۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔" وہ اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ حواس باختہ ہونے لگی۔

وہ اسے کہنے تو کچھ اور آیا تھا لیکن وہ اس سے ڈر رہی تھی۔ پھر سے رونے لگی اور چلانے

لگی۔

"پلیززز۔۔۔پلیززززکچھ مت کرنا۔"وہ خاصی ڈری ہوئی تھی اور بچاؤ کیلئے اپنے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے ڈونٹ وری میں کچھ نہیں کرتا۔۔کچھ نہیں کرتا میں۔۔۔ ریلیکس۔۔"وہی ہاتھ اس نے بے ساختہ اپنے ہاتھوں میں لیے۔اس کی نرم گوسی آواز پر اس کے آنسو ایک پل کو تھمے۔

"آئی ایم سوری۔"سوہا نے یکدم پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تو چہرے پر شرمندگی صاف نظر آئی۔

"رئیلی ویری سوری۔۔فار لاسٹ نائٹ۔۔"اس نے اسکی طرف دیکھتے نرم لہجے میں کہا لیکن جانتا تھا کہ وہ اتنی جلدی نہیں مانے گی۔اس کے اتنے بڑے گناہ پر وہ اسے اتنی جلدی معاف نہیں کر سکتی۔

آخر اتنی جلدی بھروسے قائم نہیں ہوتے۔

وہ بیڈ کے کنارے پاؤں نیچے لٹکائے ٹکی ہوئی تھی۔جب قیس کمرے میں داخل ہوا۔

آہستہ سے دروازہ بند کیا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اس کے پاس آیا۔اسے یوں اپنے قریب آتے دیکھ کر سوہا خود میں سمٹی۔اسکاری ایکشن دیکھ کر وہ اس سے کچھ فاصلے پر رک گیا۔

"یہ لو! کچھ کھالو۔"اس نے ایک شاپر اس کی طرف بڑھایا۔

جانتا تھا وہ جب سے یہاں آئی ہے کچھ بھی ڈھنگ سے نہیں کھایا ویسے یہاں کسی کو ڈھنگ کا کچھ ملتا ہی کہاں ہے۔یہ تو ایک قید خانہ ہے یہاں پسند کا یا ڈھنگ کا تو کچھ نہیں مل سکتا نا۔

سوہا نے چپ چاپ وہ شاپر پکڑ لیا کتنے دن ہوئے اسے کچھ بھی کھائے ہوئے ورنہ تو اسے صرف سوکھی روٹی اور ساتھ پتلی شوربہ دال ملتی جسے بھوک مارنے کیلئے کھانا ہی پڑتا۔

شاید وہ اس پہ یقین کر رہی تھی اسی لیے وہ چار دنوں سے ایک ہی کمرے میں تھے۔مگر دونوں کے مابین فاصلے برقرار تھے۔

سوہا اب خود کو محفوظ تصور کر رہی تھی اسے اب گندی نظریں خود پہ محسوس نہیں ہوتیں تھیں اسکا ڈر بھی بہت کم ہو گیا تھا لیکن مکمل طور پر نہیں وہ جہاں تھی وہاں ڈر ختم ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

اسے کسی بھی طور پر گھر جانا تھا اور اس گندی جگہ سے نکلنا تھا۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا اسے ابھی اور بہت کچھ برداشت کرنا ہے۔

"کر کیا رہے ہیں آپ! دو ہفتے ہونے کو آئے ہیں اور میری بہن کا کوئی اتا پتہ نہیں ہے۔" وہ چلایا۔ "آپ کچھ کر بھی رہے ہیں یا نہیں۔۔" وینیت پولیس سٹیشن میں بیٹھا ہوا تھا۔ بلکہ چیخ رہا تھا انسپکٹر پر۔

"دیکھیں وینیت صاحب ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں آپ اطمینان رکھیں۔ آپ کی بہن جلد ہی مل جائے گی۔" اس کے برعکس انسپکٹر تحمل سے بات کر رہا تھا۔

"کیسا اطمینان اور کتنی دیر اگر آپ میری بہن کو نہیں ڈھونڈ سکتے تو بتا دیجیے میں خود ہی یہ کام سرانجام دے دوں گا۔" لیکن وینیت متحمل کیسے ہو سکتا تھا اس کی بہن اس کی نظروں سے دور تھی۔

وہ جسے اسنے تنکا برابر تکلیف نہ پہنچنے دیا تھی آج وہ نجانے کس حال میں تھی۔

وہ اس دن سے سویا نہ تھا کونہ کونہ چھان مارا تھا لیکن وہ ملنی تھی نہ ملی۔ سمیر اور سنان کا بھی یہی حال تھا گویا ان پہ نیند حرام ہو گئی تھی۔

"وینیت صاحب تحمل رکھیں ہم نے کہا ہے نا کہ کر رہے ہیں کوشش۔۔"انسپکٹر بھی پھٹ پڑا۔"مل جائے گی آپ کو آپ کی بہن۔ہم پولیس والے ہیں ہمیں اپنا کام کرنے دیں۔۔اور اگر آپکی بہن کے بارے میں کوئی بھی کلیو ملا تو ہم آپ کو بلالیں گے فی الحال آپ جائیں اور سکون کریں۔"آخر میں اس انسپکٹر نے وینیت سے عاجز آکر اسے جانے کا ہی کہہ دیا۔

"میں کیوں ان مفت خوروں کے پاس چلا آیا۔۔"وہ باہر جاتے ہوئے بڑبڑایا۔اس نے اس لمحے کو کوسا جب وہ سوہا کا کیس لے کر ان کے پاس آیا تھا۔

سمیر اور سنان نے بھی اس کے ساتھ ہی تھے اب اس کے ساتھ ہی باہر نکل گئے تھے۔

وینیت کی ٹینشن کا سب کو اندازہ تھا مگر شاید اب دینے کیلئے بھی تسلی باقی نہیں رہی تھی۔جس کے بغیر ایک پل نہیں گزارا تھا کبھی آج اس کے بغیر دو ہفتے ہونے والے تھے۔انکی بہنوں جیسی دوست غائب تھی اور وہ کچھ کر بھی نہیں پا رہے تھے۔سب سے زیادہ غصے اور بے بسی کے عالم میں وینیت تھا آخر اتنے پیسوں کا کیا اتنے مقام اتنے تعلقات کا کیا فائدہ جب وہ اپنی بہین کو ہی نہیں ڈھونڈ پا رہا۔

اسے خود سے شرمندگی محسوس ہونے لگی۔

"ہاں بھئی! کیسے ہو اب تو باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے؟" زعیم نے مسکراتے ہوئے قیس پر طنز کیا جو وہ فوراً ہی بھانپ گیا۔ وہ ابھی ابھی اس کے پاس آ بیٹھا تھا۔

"کام پورا ہو گیا؟" زعیم نے سگریٹ منہ میں رکھی اور پھر اسے لائٹر کا شعلہ دکھایا۔ کش لیتا ہوا بولا۔

"یار زمی وہ۔۔" اس سے آگے اس سے بولا ہی نہیں گیا۔

"وہ۔۔۔" آگے بول بھی تو۔

"وہ۔۔وہ کام پورا نہیں ہوا۔" اس نے بمشکل جملہ پورا کر دیا۔ اسے جو کام دیا گیا تھا یقیناً وہ اسے پورا نہیں کر پایا تھا۔ وہ ان گناہ کے کاموں میں حصے دار نہیں بننا چاہتا تھا وہ دل سے کبھی یہ کام نہیں کر پایا تھا اسے اُن سے اِن سب کاموں سے گھن آتی تھی مگر پھر بھی ان کے ساتھ تھا۔ وجہ۔۔وجہ صرف اس کی مجبوری تھی۔ جس کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

"کیا کہا تم نے۔۔۔کام۔۔کام پورا نہیں ہوا تم سے؟" زعیم سے غصے سے کھڑا ہو گیا اور درمیان میں پڑے ٹیبل کو لات مار کر دور پھینک دیا۔

"میری اتنی بڑی ڈیل کا ستیاناس کر دیا تم نے۔۔" وہ اس پر جھپٹا اور اسکا گریبان پکڑ کر دھاڑا۔

"میرا کام برباد کر دیا تم نے! ایک کام کہا تھا وہ بھی نہیں ہوا تم سے۔" اسکی آواز پر سب جہاں تھے وہی منجمد ہو گئے۔ اتنا غصہ اور وہ بھی قیس پر پہلی بار دیکھا تھا۔ سو سارے تماشائی بنے کھڑے دیکھ رہے تھے۔

"اب کیا سزا ہونی چاہیے تمہاری ہاں بولو؟" زعیم ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگا۔ غصے سے رگیں پھولنے لگیں۔ اس کا کام مکمل نہیں ہوا تھا اس نے کہا اور کام پورا نہیں ہوا تو سزا تو بنتی ہی تھی۔ قیس وہی کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

ایک پل دماغ میں جھماکا ہونے سے وہ رکا قہر برساتی نظروں سے قیس کو دیکھا۔ اسے قیس کو سزا دینے کا بہترین طریقہ مل گیا تھا۔

"جاؤ اور جا کر اسکی محبوبہ کو لے کر آؤ۔ میں بھی تو دیکھوں اب یہ اسکے ساتھ کیسے عیش کرتا ہے۔ آج رات وہ میرے کمرے میں میرے ساتھ رہے گی۔" اس نے دانت پیس کر کہا اور ساتھ ہی قیس کے سر پر بم کیا میزائل موزائل سب کچھ ہی چلا ڈالا۔ وہ اسکی بات پر بس اسکا منہ ہی دیکھتا رہ گیا۔

آخر اس سے بہتر اور کونسا طریقہ ہو سکتا تھا اسے سزا دینے کا۔

اور یہ سزا سے کہیں زیادہ معاملہ حسد کا تھا آخر وہ اتنی خوبصورت لڑکی کے ساتھ اتنے دنوں سے تھا اور وہ لڑکی بھی چپ چاپ رہے جا رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کام اس کا تھا سربراہ وہ تھا تو اس حسینہ پر کسی اور کا حق اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اس لڑکی کو تو اس نے پاس ہونا چاہیئے تھا اسکے بستر پر۔۔یہی بات تھی جو اسے اس دن سے چھپ رہی تھی آخر اس قیس کی اتنی اوقات نہیں تھی کہ اسکی برابری کرے۔

یہ اچھا طریقہ ہوتا ہے کسی کو تڑپانے کا اسکی محبت کو اس سے چھین لیا جائے اور پھر اسے کسی قابل نہ چھوڑا جائے۔

قیس کی آنکھوں میں سوہا کیلیئے محبت واضح نظر آتی تھی۔جو زعیم کو حسد کا شکار کر رہی تھی۔۔اور اب تو وہ بس اسکی تھی۔اسے سوہا سے کوئی لگاؤ نہیں تھا وہ تو بس حوس میں اندھا تھا۔

"کیا !کک کیا کر رہے ہو زمی۔تم۔۔تم۔۔۔"وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہا تھا۔اسے اتنا بڑا دھچکا لگ چکا تھا۔زعیم کی بات نے اسے اندر تک سے ہلا کر رکھ دیا تھا اسکا دل بند ہونے کے قریب تھا۔"کیسے کیسے وہ۔۔سوہا کے ساتھ۔۔۔کیسے ؟"

"جاؤ سنا نہیں تمہیں لے کر آؤ اس لڑکی کو میرے کمرے میں۔"وہ زور سے دھاڑا۔ اسکی دھاڑ سن کر دو لڑکے قیس کے کمرے کی طرف بھاگے۔

قیس کی حالت دیکھ کر اسے سکون سا ملا تھا۔

وہ اسے دوست کہتا آیا تھا صرف زبانی کلامی مگر کبھی اس نے دل سے اسے دوست

نہیں مانا تھا۔ قیس بھی کہاں اسے دوست مانتا تھا بس مجبوری کے تحت اس کے ساتھ رہ رہا تھا۔

وہی دونوں لڑکے سوہا کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے۔

"چلو! آج میری باری۔۔"زعیم گھٹنوں کے بل زرا سا جھکا اور سوہا کا منہ دبوچتے ہوئے لب بھینچے بولا۔

قیس کا دل چاہا وہ ابھی اسکا سر پھاڑ دے مگر وہ خود کو کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔ ہر طرف اسکے آدمی تھے وہ کوئی بھی قدم اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

زعیم نے سوہا کا بازو پکڑا اور اسے گھسٹتے ہوئے لے جانے لگا۔

"پلیز جانے دو مجھے۔۔ چھوڑ دو۔۔ چھوڑ دو مجھے۔۔۔ کوئی بچاؤ۔۔"سوہا کی آنکھیں پھر سے دریا بہانے لگے۔ وہ چیخ رہی تھی مگر بے سود۔

اس نے مدد طلب نظروں سے قیس کی طرف دیکھا شاید وہ ہی کچھ کر دے اسکی آنکھوں اس کے لہجے میں ٹپکتے جذبات شاید اسے کوئی تسلی پہنچا دیں۔۔ مگر وہاں بھی کوئی مدد کوئی حوصلہ کوئی تسلی نہیں تھی۔

قیس نے اسکی نظروں کا بھرم ٹوٹنے کے ڈر سے نظروں کا زاویہ موڑ لیا۔ اس کا دل

کٹ کٹ گیا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

جب اسے لگنے لگا کہ وہ اب محفوظ ہے اس کے ساتھ اب کچھ نہیں ہو گا تب پھر اسے سولی پہ لٹکایا جانے لگا۔

اس کی زندگی اسے اتنا بدتر وقت دے گی اس نے کبھی نہ سوچا تھا۔وہ یوں بے بس ہو گی زندگی کے کسی موڑ پہ اسکا تو تصور بھی تھا۔اس کی آنکھوں سے سیال رواں تھا۔

"اور کتنا امتحان اللہ جی اور کتنی آزمائش۔۔"اس نے روتے ہوئے دل میں سوچا۔

"تمہیں کیا لگا تھا اب تم اس کے ساتھ ہی رہو گی کوئی اور تم تک نہیں پہنچ پائے گا؟" زعیم نے سختی سے اس کے بالوں کو جھکڑا جس پر سوہا کی سسکی نکل گئی۔

"آخر اوقات ہی کیا ہے اس قیس کی میرے سامنے وہ میری برابری نہیں کر سکتا۔بڑا عاشق بنا پھرتا ہے لیکن دیکھو تمہارا وہ عاشق تمہیں بچا نہیں پائے گا اب۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے فاتحانہ انداز میں کہا جس پر سوہا دہل گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"کیسے !کیسے !کیسے ؟؟؟؟""وہ مسلسل غصے میں تھا۔

اسے لگ رہا تھا جیسے کوئی اسکی سب سے قیمتی چیز لے گیا ہو۔اس نے غصے میں سٹول کو ٹھوکر ماری تو وہ دور جا گرا۔۔اسنے اپنا سر تھام لیا دل تو چاہا اپنے بال نوچ ڈالے۔

کوئی آپ سے آپکی جان مانگتا ہے نا تو کیسا محسوس ہوتا ہے۔اسے یہ سب اب فیل ہو رہا تھا۔اسکی محبت کو اسکی پہلی محبت کو پہلے پیار کو کیسے اسکے سامنے تار تار کیا جا رہا تھا اور وہ بے بس تھا۔اسکی محبت جسکا اسنے ابھی خود سے بھی اقرار نہ کیا تھا۔

اسکی حالت اس پانچ سال پرانے قیس کی سی ہو گئی۔اس نے خود کو اتنا بے بس محسوس کیا جتنا پانچ سال پہلے کیا تھا۔

جب کوئی انکی چھوٹی سی فیملی کو نظر لگا کے چلا گیا تھا۔اس کی اکلوتی پیاری بہن اور اسکی بیوہ ماں کے ساتھ گھر میں گھس کر زیادتی کی گئی تھی۔

وہ اس وقت اپنا ایم بی اے کمپلیٹ کر رہا تھا۔اسکے باپ کی بچپن میں وفات کی وجہ سے گھر میں تھوڑی تنگی تھی مگر اسکی خوددار ماں اور بہن کپڑے سی کر اور نجانے کیا کیا کر کے گھر چلا رہیں تھیں وہ بھی یونیورسٹی کے بعد کام کرتا تھا یوں انکا خرچہ پورا ہو رہا تھا۔

باپ کی وفات کی وجہ سے وہ ان کے زیادہ قریب تھا اسے اپنی اکلوتی بہن اور ماں سے بے پناہ محبت تھی وہ انکے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا مگر اسکی محبت کو نظر لگ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ یونی سے لوٹا تو آگے کا منظر اس کے لئے جہنم سے بھی زیادہ خوفناک تھا۔

اسکی بیوہ ماں اور اسکی اکلوتی بہن کے ساتھ گھر میں گھس کر زیادتی کے بعد ان کا قتل کر دیا گیا تھا۔

اسکی ساری دنیا اجاڑ دی۔

وہ دو زانوں بیٹھا اپنی قسمت پر ماتم کر رہا تھا وہ جب بھی یہ واقع یاد کرتا اسکے گال آنسوؤں سے تر ہو جاتے اسکا باپ تو تھا نہیں اس سے اسکی ماں اور اسکی بہن بھی چھین لی گئیں تھیں اور اب جب اسے زندگی کی کوئی امید ملی کوئی جینے کی وجہ لگنے لگی تو پھر وہی۔۔

کیوں اس سے اتنا بڑا امتحان لیا جا رہا تھا۔

ایک بار پھر اسکی محبت کے ساتھ وہی ہو رہا تھا۔

"کیوں کیوں کیوں ؟؟؟"

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

وہ مردہ قدم اٹھاتی باہر آئی راہداری بالکل خالی تھی۔

آج پھر اس کی عزت کو تار تار کیا جا چکا تھا اب تو رو رو کر اسکے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اب اسکی زندگی کا کیا مقصد ہے۔اب اسکی تقدیر میں اور کیا رہ گیا کیوں اسے اتنے ظلم جھیلنے پڑ رہے تھے۔

وہ چلتی جا رہی تھی جب کسی نے اچانک سختی سے اسے اس کے کندھوں سے تھام کر دیوار سے لگا یا۔

اس اچانک حملے پر وہ بوکھلا گئی۔

"قیس۔۔"بغور دیکھنے پر وہ واضح ہو گیا۔اس کا چہرہ غصے اور بے بسی سے جلتا انگارا بنا ہوا تھا اس کی سلاخ سی انگلیاں اسکی بازو میں کھبتی جا رہی تھیں۔

اس نے اسکی تکلیف جان کر اپنے ہاتھ ہٹائے۔اسکے چہرے اور گردن پر نظر آتے درندگی کے نشان دیکھ کر اسکی مٹھیاں بھینچ گئیں۔

جبکہ سوہا پھر سے ہمت ہار گئی اور اس کے آنسو اس کے رخسار بھگونے لگے۔

سوہا نے اپنے آنسو پونچھے جو باوجود روکنے کے بہتے ہی چلے جا رہے تھے۔

اس کے سامنے ایک ہی منظر بار بار چل رہا تھا۔قیس کی بازو میں کھبتی ہوئی انگلیاں۔

اس نے بازو کے اسی حصے کو دیکھا جہاں اسے وہ لمس ابھی بھی محسوس ہو رہا تھا۔اس نے

بازو سہلا کر وہ لمس ختم کرنا چاہا مگر نجانے کیوں وہ اس منظر کو بھول نہیں پا رہی تھی۔

قیس کی لال سرخ آنکھیں وہ چاہتے ہوئے بھی فراموش نہیں کر پا رہی تھی۔اسکی آنکھوں میں جلتے محبت کے شعلے اور ساتھ بھڑکتا قرب اسے کسی پل چین نہیں لینے دے رہا تھا۔

اسکا دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔

کیوں اسکا دل اسکے تڑپنے پہ تڑپ رہا تھا یہ کیا ہو رہا تھا اس کے دل کو۔

لیکن اگر یہ محبت تھی تو پھر وہ کیا تھی۔کیا تھا وہ جو وہ فارس کے لئے محسوس کرتی تھی۔ وہ۔۔وہ محبت نہیں تھی۔تو پھر وہ کیا تھا۔

وہ اس کے لئے ایسا کیوں محسوس کرتی تھی لیکن عجیب بات یہ کہ اتنے دنوں میں وہ اسے کبھی یاد نہیں آیا۔

وہ اب اس کے لئے ایک بھولی بھٹکی یاد بنتا جا رہا تھا اس کی یاد اب اس کا دل نہیں چیرتی تھی۔

تو کیا وہ محبت تھی ہی نہیں۔۔اس نے اپنے دل سے سوال کیا۔

ہاں کیونکہ شاید کبھی کبھی ہم کسی کی ذرا سی پرواہ کسی کا اپنی طرف جھکاؤ محبت سمجھ

بیٹھتے ہیں۔

لیکن یہ محبت تو نہیں ہوتی۔

ہم نادان کیوں ذرا سی پرواہ کو محبت سمجھ بیٹھتے ہیں کیا ہم محبت کے لئے اتنے ہی بھوکے ہیں لیکن ہاں وہ تھی۔۔وہ تھی محبت کے لئے بھوکی۔۔ بچپن سے بس ایک ہی چیز کی تلاش۔۔۔محبت۔۔۔

اسی لئے وہ اتنی مضبوط لڑکی کسی کی بھی باتوں میں آگئی اور ان پہ یقین کر بیٹھی۔

وینیت نے اسے سب کچھ دینے کی کوشش کی کسی کی کمی محسوس نہیں ہونے دی مگر ماں باپ کی محبت کا گیپ کوئی کیسے پورا کر سکتا ہے۔

اسی گیپ کو وہ غیر ارادی طور پر دوسروں سے پورا کروانے کے آسرے کرنے لگی۔

تبھی تو باہر سے اتنی مضبوط دکھنے والی اندر سے اتنی کمزور نکلی کہ کسی کی بھی باتوں پہ یقین کر بیٹھی یہ جانے بنا کہ انکی حقیقت کیا ہے۔وہ محبت اور وقت گزاری میں فرق ہی نہ کر پائی۔

پتہ تو تب چلا جب اسکی محبت کے ساتھ ساتھ اسکا اعتماد اسکا بھروسہ چکنا چور ہو گیا۔تب اسے لگا کہ جیسے اسکی زندگی رک جائے گی مگر زندگی جمود کا تو نام نہیں۔

لیکن دیکھو اب۔۔۔اب اسے وہ یاد نہیں آرہا تھا اسکی یاد اسے تکلیف نہیں دے رہی تھی۔

یہ سب کچھ اسے قیس نے بتایا اس نے بتایا کہ محبت میں تڑپنا کیا ہے۔کوئی آپ سے ایک پل بھی دور جائے تو دل کیسے رک جاتا ہے۔

اسے یاد تھیں تو بس قیس کی قرب میں سرخ ہوتیں آنکھیں اور اسکے تڑپنے پر اپنے دل کا تڑپنا۔

وہ اور کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جلدی نکلو یہاں سے۔۔چھاپہ پڑ گیا ہے۔۔جلدی کرو۔جلدی کرو۔۔۔باہر پولیس آگئی ہے۔۔"باہر شور مچ رہا تھا۔

"وہ بھائی۔۔پولیس نے چھاپہ مار دیا ہے اپنے اڈے پہ۔۔جلدی جلدی نکلو یہاں سے۔"زعیم کے پوچھنے پر اس نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے سارے معاملے سے آگاہ کیا۔

"کیا۔۔چھاپہ پولیس کا۔۔سارے جلدی سے ضروری سامان اٹھاؤ اور پچھلے دروازے کی طرف سے باہر نکلو۔"زعیم نے سب کو مطلع کیا اور خود بھی پچھلے دروازے کی

طرف بھاگا۔

تمام لوگ وہ ضروری سامان اٹھانے لگے ان کے لئے پیسے سے ضروری کیا تھا۔

زعیم پچھلے دروازے کی طرف بھاگا مگر دروازے کے آگے قیس کھڑا تھا۔

"کیا ہوا؟" قیس نے اسے یوں بھاگتے اور ڈرے ہوئے دیکھ کر پوچھا وہ تو کبھی کسی سچویشن سے نہیں ڈرتا تھا۔

"وہ۔۔ قیس میرے یار۔۔ جلدی چل تو بھی۔۔ وہ پولیس نے اپنے اڈے چھاپہ مار دیا ہے۔۔ تو بھی آجا نکل لے۔۔" زعیم نے جلدی جلدی اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنا سارا حسد ساری جلن بھول کے اسے ساتھ چلنے کی آفر کی۔ کیونکہ ابھی تو اسے اس سے بہت سے کام لینے تھے ابھی تو اسے اپنے ساتھ رکھنے کا بدلہ پورا کرانا تھا۔ ایسے کیسے اسے یہیں چھوڑ جاتا ابھی تو اسے اپنا پالتو بنانا تھا۔

"کیا پولیس۔۔۔؟" قیس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"ہاں پولیس۔۔ چھاپہ مار دیا ہے نجانے کس نے انہیں اس جگہ کا بتایا۔۔ میں چھوڑوں گا نہیں اس غدار کو۔۔" اس نے بل کھاتے ہوئے کہا۔

پولیس قریب آرہی تھی اس نے نکلنا چاہا مگر رک گیا۔

سامنے ہی قیس نے پستول اس پہ تان رکھی تھی۔ پہلے تو اسے کچھ بھی سمجھ نہ آیا۔ شور شرابے پر پیچھے مڑ کے دیکھا تو پولیس ان تک پہنچ چکی تھی۔

وہ دانت پیس کے رہ گیا اور خونخوار نظروں سے قیس کو دیکھا۔

"غدار۔۔ تو تم نے غدار۔۔۔۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔" وہ غرایا۔

"یہ بدلہ دیا ہے تم نے مجھے میرے احسانوں کا؟ اتنے سال تمہیں اپنے ساتھ رکھا تھا۔ اس کے لیے۔۔ اس کے لئے ایک دن تم۔۔" اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ قیس کا گلہ دبا دے مگر فی الحال وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

پولیس انکو گھیرے میں لے چکی تھی۔

"غدار۔۔۔ میں غدار؟ میں نہیں زمی نہیں۔۔ غدار میں نہیں تو ہے۔۔ تو ہے غدار۔۔ تو نے دھوکہ دیا ہے مجھے۔ تو نے بھروسہ توڑا ہے میرا۔" قیس بھی اسی کے لہجے میں غرایا مگر اس کے لہجے میں ٹوٹے اعتماد کی کرچیاں تھیں جو چبھ رہی تھیں۔

"اور کس احسان کی بات کرتے ہو وہ احسان جسکا نقصان تم نے کیا تھا۔" زعیم اسکی بات پہ اسکا منہ دیکھتا رہ گیا آخر وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔

"تمہیں کیا لگا تھا مجھے کبھی سچ کا علم نہیں ہو گا میں کبھی نہیں جان پاؤ گا کہ جن کی تلاش میں میں مارا مارا پھر تا رہا وہ تم نکلو گے؟"اس کی بات پر اسکا حلق خشک ہو گیا۔

"میری بیوہ ماں اور اکلوتی بہن کے ساتھ زیادتی کر کے انکو قتل کرنے والے تم ہو۔۔ زعیم تم ہو۔۔۔کیسے کر سکتے ہو ایسا پہلے میری ماں بہن کے ساتھ ایسا کیا اور پھر مجھے ہی اپنے ساتھ ملا لیا۔کیا کیا نہیں کیا میں نے تمہارے لیے ہر غلط کام میں تمہارا ساتھ دیا کہ تم اس درندے کو پکڑنے میں میرا ساتھ دو گے لیکن مجھے کیا علم تھا جس درندے کو پکڑنے کے لئے میں تم تک پہنچ گیا تمہارے ساتھ مل کے کام کیا وہ۔۔۔وہ تم ہی نکلو گے۔"آنکھوں میں لہو لے کے وہ چلایا۔

اسکی یوں راز افشانیوں پر زعیم کا سانس وہیں کہیں حلق میں ہی اٹک گیا۔

"یہ سب اسے کیسے پتہ چلا یہ۔۔۔یہ تو۔۔۔"

"لیکن دیکھو سچ کبھی چھپتا نہیں ہے وہ ایک نہ ایک دن سامنے آ ہی جاتا ہے اور دیکھو یہ سچ بھی سامنے آ ہی گیا اور کب تک چھپاتے تم اس کو آخر کو پتہ تو چلنا ہی تھا لیکن میں تمہیں اپنا دوست مانا تم پہ بھروسہ کیا اور تم نے میرا بھروسہ چکنا چور کر دیا۔۔ تمہیں ترس نہیں میری بیوہ ماں پر میری اکلوتی پیاری بہن۔۔"بولتے ہوئے اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے لگیں لیکن یہ وقت رونے کا نہیں رلانے کا تھا اپنے سب سے

بڑے دشمن کو جو ٹھیک اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"تمہیں ذرا بھی ترس نہیں آیا میرا باپ تو تھا نہیں مجھ سے میری ماں اور بہن بھی چھین لی تم نے۔۔"اسکے درد کو وہاں موجود ہر شخص محسوس کر سکتا تھا۔

پولیس تمام لوگوں کو قبضے میں لے چکی تھی اور تمام لڑکیاں بھی بازیاب کروالی گئیں تھیں۔

کچھ پولیس والے زعیم کو گرفتار کرنے کی غرض سے اس کی طرف بڑھے مگر انکے بڑے انسپکٹر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا کہ وہ اس کی لڑائی تھی اور اسے پورا حق تھا اپنا بدلہ لینے کا۔

"لیکن یہ مت سوچنا کہ میں تمہیں جانے دوں گا۔ نہیں تمہیں بھی ویسے ہی تڑپنا پڑے گا جیسے تم نے اوروں کو تڑپایا ہے۔۔ آج تمہارے ہر گناہ کا بدلہ لیا جائے گا۔"اس کی دھمکی پر زعیم نے اپنا حلق تر کیا وہاں سے بچ نکلنے کا کوئی بھی راستہ نہیں تھا پولیس ان کو گھیرے میں لے چکی تھی اور وہ اس کے بالکل سامنے تھا۔

"قیس میری بات سنو۔۔ جیسا تم سوچ رہے ہو ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ جیسا تم سمجھ۔۔۔"اس نے ہکلاتے ہوئے بولنا شروع کیا مگر جانتا تھا کہ کوئی فائدہ نہیں۔

"شٹ اپ!!!!" قیس اس کی بات کاٹ کر چلایا۔

زعیم صرف اتنا جاننا چاہتا تھا کہ اسے اس کا علم کیسے ہوا۔ کیسے وہ اس راز تک پہنچ گیا۔

سوہا بیڈ پر بیٹھی تھی اب تو آنسو بھی رو رو کے سوکھ چکے تھے۔ ساتھ ہی مقابل اپنی حوس پوری کر کے سکون کی نیند سو رہا تھا۔

اس نے سائیڈ ڈرار کھولا اور غیر ارادی طور پر اسے کھنگالنے لگی۔

یہ کمرہ قیس کے کمرے کی بہ نسبت بڑا تھا فرنیچر بھی اچھا خاصہ تھا۔

اس نے ہولے ہولے ڈرار میں ہاتھ گھمایا کہ کہیں آواز سے وہ اٹھ ہی نہ جائے لیکن وہ بھی نشئیوں کی طرح بے سدھ سو رہا تھا۔ اس نے ہاتھ گھمایا تو ایک نیکلس اس کے ہاتھ میں آگیا اس نے دھیرے سے اسے باہر نکالا اور دیکھنے لگی۔ لمبی سی چین کے بیچ میں لٹکتا ہوا ایک دل۔۔ اسے لگا کہ اس نے وہ نیکلس پہلے بھی کہیں دیکھا ہے مگر کہاں۔۔ اسے یاد نہیں آیا۔ پھر اچانک سے اسے یاد آیا کہ اسنے سیم ویسا ہی نیکلس قیس کے پاس دیکھا ہے۔

اس نے نیکلس کو الٹ پلٹ کر دیکھا بالکل ویسا ہی۔۔ لیکن یہ کیسے۔۔ اس نے دیکھا تو وہ دل کھلتا بھی تھا۔ اس نے بغیر آواز پیدا کیا اسے کھولا تو اس میں ایک تصویر تھی جس میں تین لوگ تھے۔

بغور دیکھنے پر اسے پتہ چلا کہ درمیان والا قیس ہے اور اس کے دائیں بائیں شاید اسکی ماں اور بہن۔

وہ ہر فکر سے انجان مسکرا رہا تھا اور اپنے بازو دونوں کے گرد لپیٹے ہوئے تھے۔

سوہا نے دیکھا کہ وہ مسکراتا ہوا کتنا خوبصورت لگتا ہے وہ مبہوت سی اسے ہی دیکھے گئی۔

پھر کچھ ہی پل میں اپنے حواس میں واپس لوٹی اور سوچا کہ وہ قیس کا نیکلس زعیم کے کمرے میں اس کے ڈرار میں کیسے آیا۔

اس نے ساتھ بے خبر سوئے زعیم پر نظر ڈالی اور دھیرے سے ڈرار بند کیا اور وہ نیکلس لے کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی باہر چلی گئی۔

دل کے بار بار کہنے پر اس نے وہ نیکلس قیس کو دکھا دیا۔

قیس نے وہ نیکلس اپنے ہاتھوں میں لیا اور اسے کھولا اور دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

یہ تو اسکے نیکلس کی فوٹو کاپی تھی۔ یہ کیسے اس نے اپنے پاس موجود نیکلس بھی دیکھا۔

اسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس اس جیسے دو نیکلس بنوائے تھے ایک خود رکھا تھا اور اپنی بہن کو دیا تھا تو پھر وہ زعیم کے پاس کیسے پہنچ گیا۔

اس نے کچھ دیر سوچا تو جیسے ساری گتھی ہی سلجھ گئی۔ اسے ہر سوال کا جواب مل گیا۔

آنکھوں میں لہو دوڑنے لگا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

قیس نے وہی نیکلس اپنی جیب سے باہر نکالا اور اسکی آنکھوں کے سامنے کیا۔

"دیکھو یہ نیکلس۔۔ یہ میری بہن کا تھا جو میں نے اسے دیا اور اب یہ تمہارے پاس سے نکلا ہے۔۔ کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔ ہاں بولو۔۔ تم ہی وہ درندے ہو۔۔ ہے نا؟ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔" اس نے پستول کو لوڈ کیا اور واپس اس پر تان دی۔

"دیکھو۔۔ دیکھو قیس۔۔ مم مجھے جانے دو۔۔ مجھے معاف کر دو پلیز۔۔ پلیز۔۔۔" وہ گڑگڑانے لگا مگر اس کے گڑگڑانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قیس نے ٹریگر پر دباؤ بڑھایا تو گولی ہوا کو چیرتی ہوئی زعیم کے پیٹ میں گھس گئی اور اسکی بولتی بند ہو گئی۔

"نہیں کوئی معافی نہیں جو غلطی تم نے کی ہے بلکہ گناہ اسکی کوئی معافی نہیں ہے۔"

زعیم فرش پر گرا پڑا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے تڑپ رہا تھا جو خون سے لال ہو چکا تھا۔

سارے ہی اسکی چیخیں سن رہے تھے۔ قیس نے ایک اور گولی اسکے پیٹ میں اتار دی اور اسکی چیخیں بھی ختم ہو گئیں۔

"برا کرنے والوں کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔" وہ اسکی طرف دیکھ کر کہتا انسپکٹر کی طرف بڑھ گیا۔

ایک نظر سوہا کو دیکھا کہ شاید وہ اب کبھی نہ ملیں۔دل نے کہا آخری بار دیکھ لو۔اس نے اسے دیکھ کر اسکا عکس اپنے دل میں نقش کرنے کی کوشش کی۔

ناچاہتے ہوئے بھی اس سے نظریں ہٹائیں اور انسپکٹر کے آگے ہاتھ بڑھادئے جسے سمجھتے ہوئے انسپکٹر نے ان میں ہتھکڑیاں پہنادیں۔اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگے۔

وہ جاتے ہوئے سوہا کو دیکھتا رہا۔

سوہا نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تو لگا کوئی اس کا دل نکال کے لے جا رہا ہو۔باوجود کوشش کے روکنے کے ایک آنسو اس سے بغاوت کر ہی گیا۔

کیا اب پھر اس کی زندگی میں رونا لکھا تھا۔کیا وہ ساری عمر یونہی روتی رہے گی۔

چار سال بعد

وہ آج پورے چار سال بعد جیل سے رہا ہو رہا تھا اس کی سزا تو سات سال کی تھی مگر چار سال ہو گئے۔

یہ سات سال کی سزا چار سال کس کی محنت سے ہوئی وہ اس سے بالکل بے خبر تھا۔

ہر کوئی اس سے مصافحہ کر رہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ چار سالوں کا وقت بہت اچھا گزرا تھا۔

وہ بھی خوش تھا اور تھوڑا نروس کہ اب وہ اکیلا کیا کرے گا لیکن اسے کچھ تو کرنا تھا زندگی تو گزارنی تھی اس لیے وہ تازہ دم تھا۔

وہ یونہی سوچتا ہوا تھانے سے باہر نکلا۔اس دنیا میں آپ اکیلے آتے ہیں اور پھر کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ آپ اکیلے ہی رہ جاتے ہیں کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہوتا نہ کوئی رشتے دار نہ کوئی دوست آپ کو زندگی کی شروعات پھر سے اکیلے ہو کے کرنی پڑتی ہے۔

وہ باہر نکلا تو سامنے نظر پڑتے ہی قدم خود بخود تھم گئے۔

اس نے سامنے سفید کار سے باہر آتی لڑکی جو دیکھا تو آنکھیں وہیں منجمد سی ہو گئیں۔

سوہا نے بھی اسے دیکھا جیل میں رہ کے وہ زیادہ ہینڈسم اور خوبصورت ہو گیا تھا۔وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب آ رہی تھی۔

سفید قمیص شلوار اور ساتھ سفید کریب کا دوپٹہ اس کے چہرے سے میچ کر رہا تھا۔وہ اس سادہ سی قمیص شلوار میں معمول سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

یہ قمیص شلوار اس پہ خوب جچ رہی تھی۔

قیس کو بالکل امید نہیں تھی کہ کوئی اس طرح اسے لینے آئے گا کوئی اسکا بھی منتظر ہو گا۔

اس نے جیل کے بند ساخوں کے پیچھے بس اسی ایک چہرے کو یاد کیا لیکن اپنے دل کو اس بات پہ بھی منالیا کہ وہ اسکی نہیں ہو سکتی کبھی کبھی ہم جس چیز کو چاہتیں ہیں وہ ہماری نہیں ہوتی نا ہو سکتی ہے۔

اس نے تو یقین کر لیا تھا کہ اب تک تو وہ شاید کسی سے شادی کر چکی ہو گی۔ وہ اس کے مقدر میں کی نہیں لیکن قسمت نے دکھادیا کہ وہ اوپر والا کچھ بھی کر سکتا ہے۔

اس نے خوشگواری حیرت سے اپنے قریب آتی اس پری کو دیکھا زندگی تو اب خوش ہوئی تھی اسے دیکھ کر۔۔۔

چھوٹا سا راستہ کئی سو میل کی مسافت پر محیط ہو گیا۔

"کیسے ہو۔۔ ہیں؟" اس نے خود کو کیسے ہو کہنے سے بمشکل روکا۔ وہ خود میں پچھلے چار سالوں سے کئی تبدیلیاں پیدا کر رہی تھی اور کامیاب بھی ہو رہی تھی۔ کامیابی کا آدھا سہرا سمیر اور سنان کے سر جاتا تھا جو اس کی ان سب میں بھرپور مدد کر رہے تھے۔

"ٹھیک انفیکٹ بالکل ٹھیک اور تم؟" اس نے دلفریب مسکراہٹ لبوں پہ سجاتے

ہوئے اس سے بھی پوچھ لیا۔

اسے خود کو دیکھتا پا کر وہ گڑبڑانے لگی حالانکہ وہ گھر میں اس چیز کی کتنی ریہرسل کر کے آئی تھی۔

اس نے دھڑکتے دل پر قابو اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ اسے یوں بیٹھتیا دیکھ کر قیس کو جھٹکا لگا اور آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا۔ وہ پہلے تو اپنے لب کاٹتی رہی پھر ہمت مجتمع کر کے ہاتھ میں چھپایا پھول اس کے سامنے کیا۔

"ق۔۔ق۔۔۔۔ قیس۔۔۔"اس نے لمبی سانس بھری اور بنے سوچے بول دیا۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گے؟ ول یو میری می؟"اس نے فقرہ مکمل کر کے قیس کو دیکھا تو وہ اسے دیکھ رہا تھا اس کے یوں دیکھنے پر وہ جھینپ گئی اور سر جھکا گئی۔

قیس کے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے مقابل کھڑا کیا ہے۔

مسکراتے ہوئے اسے دیکھا وہ نہیں مگر اسکی آنکھیں جواب دے رہیں تھیں۔

"اٹس مائے پلیزر۔۔"اس کے اقرار پر سوہا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اسے یوں مسکراتا دیکھ کر وہ کچھ پل یونہی کھڑا رہا دل نے گستاخی کی بھرپور خواہش کی مگر وہ اپنی خواہش کو دبا گیا کہ اب تو وہ اس کی ہونے والی تھیں۔ مکمل اس کی۔ اسے لگا وہ

زندگی میں پہلے کبھی اتنا خوش نہیں ہوا۔

سوہا نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے کار کی طرف لے گئی۔

سرخ عروسی جوڑے میں ملبوس سوہا پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔آج سارا دن قیس کی اس سے نظریں نہیں ہٹیں تھیں۔اب بھی وہ اس کا گھونگھٹ پلٹے بس اسے دیکھے ہی جا رہا تھا۔

سوہا نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کسی ایک دن یونہی سرخ لباس پہنے کسی کے سامنے بیٹھی یوں شرما رہی ہوگی۔اسے تو ان دلہنوں سے سخت کوفت تھی۔

مگر کبھی کبھی زندگی میں کوئی ایک آپکی ساری خواہشیں بدل دیتا ہے۔

اسکی نظروں سے تنگ آکر وہ اپنا لہنگا سنبھالتی اٹھی۔ قیس نے سوالیہ نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

وہ واپس آئی قیس کا گندمی ہاتھ تھاما اور اس میں ایک ویلویٹ میں پیک کی ہوئی ڈبیہ رکھ دی۔

قیس نے اسے اٹھایا اور کھولا تو اس میں ایک گھڑی تھی۔

"ارے واہ لگتا ہے میرے اندر رہتے ہوئے دنیا کے رواج بدل گئی ہیں۔" اس نے معنی خیزی سے پوچھا اشارہ اس کے پرپوز کرنے کی طرف اور اب اس گفٹ کی طرف تھا۔

اصول کے مطابق تو اسے سوہا کو منہ دکھائی دینی چاہیے تھی۔

"یہ میرے بابا کی گھڑی ہے اور میرے پاس انکی آخری نشانی۔۔ "بخوشی کہتے کہتے آخر میں وہ افسردہ ہو گئی جسے قیس فوری بھانپ گیا۔

"بیوٹی فل۔۔ میرے پاس تو میرے بابا کی کوئی نشانی نہیں ہے۔" وہ بھی افسردہ ہو گیا۔

"سوری۔۔" سوہا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"وہ میں منہ دکھائی کے لئے کچھ نہیں لے کے آیا۔" اس نے مصنوعی افسردگی سجاتے ہوئے کہا مقصد ماحول کی افسردگی کو کم کرنا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔ تمہاری محبت ہی بہت ہے مجھے کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں۔۔" سوہا نے مسکراتے ہوئے کہا اسے تو خود پہ حیرت ہوتی تھی وہ اتنی سمجھدار کیسے ہو گئی۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی زندگی کی بالکل نئی شروعات کریں وہ بھی ایک ساتھ۔۔" قیس نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی چاہتی ہو کہ ہم اپنی نئی زندگی کی شروعات بالکل ٹھیک سے کریں اور

ایک دوسرے سے کچھ نا چھپائیں۔۔"سوہا نے بھی سر جھکاتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی زندگی کی شروعات بالکل سچ سے کرنا چاہتی تھی۔

اور اسے مختصراً اپنے اور فارس کے بارے میں بتایا۔ سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے میں بھی ایک لڑکی سے پیار کرتا تھا۔"اس نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا اور بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے لگا۔

اس کی بات سن کر سوہا نے سانس بھرا اور زخمی مسکراہٹ سجاتے ہوئے اسے دیکھا۔

اس نے بھی پیار کیا اور اس نے بھی حساب برابر۔۔ لیکن نجانے کیوں سوہا کو تکلیف ہوئی۔

"جاننا چاہتی ہو وہ لڑکی کون ہے اور کہاں ہے؟" قیس نے سوہا سے محظوظ ہوتے لیکن سنجیدگی بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ لڑکی ابھی بھی ہے۔"سوہا نے دل میں سوچا اسے اس لڑکی کا ہونا پسند نہیں آیا تھا۔

"وہ لڑکی۔۔اس وقت۔۔۔بالکل۔۔" قیس بمشکل ہنسی روک رہا تھا۔

"بالکل۔۔میری آنکھوں کے سامنے ہے۔"اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا اور پیار سے کہا۔

اس کے جملے سے سوہا کی آنکھیں کھلی رہ گئیں اسے لگا اسنے آج سے پہلے اتنا شیریں اور خوبصورت فقرہ نہیں سنا۔

اس کے مسکرانے پہ قیس بھی مسکراتا رہا۔

ان کے مسکرانے سے کھڑکی کے باہر موجود چاند بھی مسکراتا رہا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"قیس۔۔"وہ قریبی پارک میں چہل قدمی کر رہے تھے۔

وہ شاید اسے کوئی بیتا واقعہ سنا رہی تھی اور وہ اسے مسلسل چھیڑ رہا تھا۔

اس نے اسے دور سے دیکھ کر ہی پہچان لیا۔وہ اسکی طرف ہی بڑھ رہا تھا۔ساتھ میں ایک شوخ و خنچل سی لڑکی۔۔۔

سوہا تو اسے دور سے ہی پہچان گئی تھی کہ وہ فارس ہے اور شاید فارس بھی اسے پہچان چکا تھا۔

وہ بڑھتے بڑھتے قریب پہنچ رہے تھے۔

"میں نے اس سے محبت کی مگر اس نے قدر نہیں کی۔میں نے بھی اسے بھلا دیا۔"سوہا نے بالکل قریب پہنچ چکے اس جوڑے کی طرف دیکھتے ہوئے قیس سے کہا۔

فارس نے بخوبی اسکا جملہ سنا اور اسکا مطلب سمجھ گیا۔

وہ اسکے چہرے پر شاید کوئی غم کوئی دکھ دیکھنے کا خواہاں تھا جو اسے قطعی نظر نہیں آیا۔ ہاں اسکے چہرے پر بشاشت بڑھ گئی تھی۔

سردی کے باعث اس نے لمبا گھٹنوں سے نیچے تک آتا کوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ اس نوجوان نے بھی کوٹ پہنا ہوا تھا۔

"لیکن اب میں صرف آپ سے محبت کرتی ہوں۔" سوہا نے اسکے سامنے قیس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا جیسے کچھ جتانا چاہتی ہو۔

قیس نے اسے دیکھا پھر اسکے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو پھر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

دونوں ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے نظروں میں ایک دوسرے کے پڑھ لیا ایک کی نظروں میں افسوس تھا تو دوسرے کی نظروں میں جتاتے ہوئے دیپ۔۔۔

لیکن ساتھ چلتے قیس اور نتاشہ انجان بنے چلتے رہے۔

یہی تو محبت ہے میں تیرے لیے باغی ہو جاؤں تو کوئی میرے لیے یہاں محبتیں پانے کیلئے اپنی زندگیوں سے اپنے دلوں سے بغاوت کرنی پڑتی ہے۔

جیسے اس نے کی تھی فارس کے لئے اور قیس نے کی تھی اس کے لئے۔

مگر قیس کی محبت کے سامنے اسے اپنی محبت بہت تھوڑی نظر آتی مگر وہ اسے پاکر خوش تھی گویا اسے ساری خوشیاں مل گئیں۔

♡ ختم شدہ ♡

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews